نمبر ۳۱ | ۱۸ جمادی الاوّل ۱۳۵۲ھ | یوم یکشنبہ | مطابق ۱۰ ستمبر ۱۹۳۳ء | جلد ۲۱

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے متعلق ۹ستمبر بوقت چار بجے بعد دوپہر کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے۔ کہ حضور کو ابھی تک کھانسی کی تکلیف ہے۔ احباب حضور کی صحت کے لئے دُعا فرمائیں ؛۔

حضرت میرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے ناظر تعلیم و تربیت ۸ ستمبر پالم پور سے واپس تشریف لے آئے ؛۔

جناب چودھری فتح محمد صاحب سیالؔ ایم اے ناظر اعلیٰ علاقہ سندھ سے ۳۰ اگست کو واپس تشریف لا کر پالم پور چلے گئے۔ اور ۴ ستمبر قادیان تشریف لے آئے۔ آپ ایک ماہ کی رخصت پر ہیں۔ اور حضرت مولوی شیر علی صاحب نظارت اعلیٰ کے فرائض بطور قائم مقام سرانجام دے رہے ہیں

مولوی عبدالسلام صاحب عمر خلف حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کے ہاں ۷ ستمبر کو درمیانی شب بفضل خدا چوتھا لڑکا تولد ہوا۔ اللہ تعالےٰ مبارک کرے ؛۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

مصائب و شدائد میں انعامات پوشیدہ ہوتے ہیں

(فرمودہ ۱۰ ستمبر ۱۹۰۶ء)

فرمایا " مجاہدین میرے نزدیک دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک تو وُہ ہوتے ہیں۔ جو اپنے اوپر خدا تعالےٰ کی راہ میں مشکل کام ڈال لیتے ہیں اور اس کی تکالیف کو برداشت کرتے ہیں۔ اور دُوسرے وُہ ہیں۔ جن پر قضا و قدر سے مشکلات اور تکالیف وارد ہوتی ہیں۔ اور وُہ صبر اور تحمّل کے ساتھ ان مشکلات کو برداشت کرتے ہیں۔ جو شخص رات دن اپنے کھانے پینے۔ اور دُوسری لذات میں مصروف رہتے ہیں۔ اور اسی طرح ان کی زندگی گذر جاتی ہے۔ اور ان پر کوئی تلخی نہیں آتی۔ کہ وُہ صبر کریں۔ تو وُہ قاعدین میں داخل ہیں ؛۔

اصل میں دیکھا گیا ہے۔ کہ جس زمانہ کو انسان بڑا تلخیوں کا زمانہ سمجھتا ہے۔ اصل میں وہی اس کے لئے زمانہ ہوتا ہے۔ جس میں صبر اور تحمّل سے کام لینے پر سب تلخیں دُور ہوسکتی ہیں۔ ایک شخص نے حسن بصری سے پوچھا۔ کہ تم کو غم کب ہوتا ہے۔ اس نے جواب دیا۔ جس وقت مجھے کوئی غم نہ ہو۔ اس وقت ہی غم ہوتا ہے۔ اگر سوچ کر دیکھا جائے۔ تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ جو بڑی بڑی تلخیں مصائب اور شدائد انسان پر وارد ہوتے ہیں۔ انہیں میں بڑے بڑے پوشیدہ انعامات ہوتے ہیں۔

دیکھو۔ جس دن انسان کو شدت سے بھوک لگے۔ اس دن کھانے کا زیادہ مزا آتا ہے۔ ایسے ہی روزہ دار جب افطار کے وقت پانی پیتا ہے۔ تو جو مزا اسے اس وقت آتا ہے۔ معمولی پانی پینے سے وُہ مزا نہیں آتا۔ ایسے ہی سفر میں بُھوک لگنے کے بعد کھانا کھانے سے جو مزا آتا ہے۔ وُہ عام کھانے میں نہیں آتا۔ دُنیا کی وضع ہی کچھ ایسی بنی ہے۔ کہ درد کے بعد ہی راحت ہوتی ہے "۔ (الحکم ۱۷ ستمبر ۱۹۰۶ء)

صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب کی بمبئی میں آمد و روانگی

صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب بی- اے- جو حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے کے بڑے صاحبزادے ہیں- ۲- ستمبر ۱۹۳۳ء کو بمبئی کے سنٹرل اسٹیشن پر فرنٹیئر میل سے صبح ۹ بجے اُترے- جماعت احمدیہ بمبئی کے قریباً سب احباب اسٹیشن پر موجود تھے- جماعت نے آپ کا استقبال کیا- اور گلے میں پھولوں کے ہار ڈالے:-

آپ کے قیام کے لئے خان بہادر احمد اللہ دین صاحب آف سکندر آباد نے شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی سے پُر زور خواہش کی تھی- کہ ان کے مہمان ہوں- اور وہ آپ کو تاج محل ہوٹل میں ٹھیرانا چاہتے تھے لیکن سیٹھ صاحب کی خواہش کا احترام کرتے ہوئے باقیوں نے ایثار سے کام لیا- اس لئے صاحبزادہ صاحب سیٹھ صاحب کے مکان پر تشریف لے گئے- ایک بجے نماز جمعہ کے لئے جب احباب جمع ہوئے- تو حضرت عرفانی نے خصوصیت سے صاحبزادہ صاحب کا تعارف کرایا- اور فرمایا- کہ آج ہماری خوش قسمتی کی کوئی حد نہیں- کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک پوتا ہم میں اس وقت موجود ہے- آپ نے بتلایا- کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ساری اولاد آیت اللہ ہے- اس لئے خدا کی آیت کی عزت و عظمت ہر مومن کا فرض ہے- پھر آپ کے سفر کی کامیابی کے لئے دُعا کی:-

۳- ستمبر ۱۹۳۳ء کو احباب جماعت بندرگاہ پر پہونچ گئے- اور دُعا کی گئی- جہاز پر صاحبزادہ صاحب کی تصویر لی گئی- اور پھر جہاز چلنے کے وقت دوبارہ عرفانی صاحب نے دعا کی:-

خاکسار خواجہ محمد شریف سکرٹری جماعت احمدیہ بمبئی:-

برہمن بڑیہ میں آل بنگال احمدیہ کانفرنس کا سالانہ اجلاس

آل بنگال پراونشل احمدیہ ایسوسی ایشن- اور ایسٹرن بنگال ڈسٹرکٹ احمدیہ ایسوسی ایشن کا مشترکہ سالانہ سشن امسال ۳۰- ستمبر و یکم اکتوبر ۱۹۳۳ء کو برہمن بڑیہ ضلع ٹپرا میں منعقد ہوگا- آخری تاریخ احمدی مستورات کی کانفرنس- اور احمدیہ کوروں کی پریڈ کے لئے رکھی گئی ہے- صاحبزادہ حضرت مرزا شریف احمد صاحب کی صدارت کی توقع ہے-

۲۳- امید ہے- کہ بنگال اور آسام کے تمام حصوں سے ڈیلیگیٹس شریک ہونگے- نہایت اہم مضامین مثلاً یہ کہ تحریک احمدیت نے ہندوستان کی سوشل- پولٹیکل اور اقتصادی حالت پر کیا اثر کیا ہے- زیر بحث آئینگے- غیر احمدیوں اور غیر مسلموں سے بھی شرکت کی مخلصانہ درخواست ہے- مہمانوں کی خوراک و رہائش کا مفت انتظام ہوگا- تمام معلومات مولوی غلام صمدانی صاحب بی- ایل چیئرمین مجلس استقبالیہ بنگال پراونشل احمدیہ کانفرنس برہمن بڑیہ ڈسٹرکٹ ٹپرا سے حاصل کی جاسکتی ہیں:-

مبلغ یورپ کی دُعا بدرگاہِ ربِّ العُلیٰ

(از مولانا عبد الرحیم صاحب درد ایم اے)

ہائے کس شانِ تبختر سے ہے پھرتا ہر جا — مرے مولےٰ بُتِ کافر کو مسلماں کردے
جلوۂ حُسن دکھا کر ہمیں اپنا اک بار — سینۂ مشرک و ملحد کو بھی بریاں کردے
سینکڑوں سال سے پھرتی ہے بھٹکتی دنیا — رحم کر بندوں کی مشکل ذرا آساں کردے
یعنی تثلیث کے جنجال سے چھٹ جائے جہاں — ایسا دجال کی تلبیس کو عُریاں کردے
اپنی توحید کے چشمے سے بنا کر سرشار — بھُولی بھٹکی ہُوئی مخلوق پہ احساں کردے
خواہشیں میرے مسیحا کی بر آئیں یارب — سارے امریکہ و یورپ کو مُسلماں کردے
ہم سُنیں مشرق و مغرب میں اذانیں ہوتیں — کاش گرجے سبھی دُنیا کے تو سُنساں کردے
دن پریشانی میں کٹتا ہے تو روتے ہوئے رات — فضل کر ہم سے غریبوں کو بھی خنداں کردے
اس کی دیوار پہ محمود کا ہے نام لکھا — مسجدِ فضل کی آبادی کے ساماں کردے
جوش ایسا ہو کہ اک آگ لگا دُوں اُٹھ کر — عشق ایسا ہو جنُوں چاک گریباں کردے
دیکھے مغرب سے جو نکلا ہوا سورج یکدم — دشمنِ دیں کو بھی انگشت بدنداں کردے
مُجھ گنہگار کو دامن میں چھپا لے اپنے — فضل مجھ پر مرے محسن مرے سلطاں کردے
کوئی حسرت نہ رہے دل میں عدو کے باقی — دل میں تعمیر مرے گنجِ شہیداں کردے
درد بن کر جگرِ دشمنِ حق میں اُٹھنا — وُہ ہمیں کرتا ہے تو اس کو پشیماں کردے

تبلیغ بذریعہ اشاعت کیلئے روپیہ کی ضرورت

مجلس مشاورت پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے تبلیغ بذریعہ اشاعت کے لئے بارہ سو ۱۲۰۰ روپیہ کے متعلق فیصلہ فرمایا تھا- کہ یہ روپیہ جماعت پورا کردے- ابھی تک اس مد میں بہت تھوڑی رقم موصول ہوئی ہے- جماعتیں توجہ فرمائیں- الفضل نمبر ۱۵۲ میں پہلے اعلان کیا جا چکا ہے- ناظر دعوت و تبلیغ- قادیان

کتاب "بیان المجاہد" کے متعلق اعلان

کتاب "بیان المجاہد" جو مولوی غلام احمد صاحب نے شائع کی ہے- کوئی صاحب اس وقت تک نہ خریدیں- جب تک نظارت دعوت و تبلیغ کی طرف سے اس کی خریداری کا اعلان نہ ہو:- ناظر دعوت و تبلیغ-

معاونین الفضل میں اپنا نام لکھائیے

اخبار الفضل نمبر ۲۱ کے صفحہ ۲- پر معاونین الفضل کے نام چھپے ہیں- آپ بھی الفضل کے لئے کم از کم خریدار بہم پہونچا کر اپنا نام اس فہرست میں درج کرائیں اور بزرگان ملت کی دعاؤں سے حصہ لیں- (منیجر الفضل- قادیان)

"ہم اپنے فرض کی کوتاہی کریں گے۔ اگر گورنمنٹ کی موجودہ پالسی کی مذمت نہ کریں۔ پچھلے چند سالوں کے واقعات پر نظر ڈالنے کے بعد یہ کہنا مبالغہ نہ ہوگا۔ کہ خود گورنمنٹ کی غلط پالسی بہُت حد تک اس تحریک کے لئے ذمہ وار ہے۔ جس دن سے اس کا آغاز ہوُا ہے۔ اسی دن سے حکومت نے اسے کچلنے کی کوشش کی ہے۔ یہ ٹھیک ہے۔ کہ کوئی حکومت ایسی تحریک کو برداشت نہیں کرسکتی۔ اور نہ کرنا چاہیئے۔ لیکن اس کو دبانے کا طریق صرف تشدد ہی نہیں۔ گورنمنٹ تشدد کا جواب تشدد میں ہی دیتی رہی ہے اور یہی وجہ ہے۔ کہ وُہ ابھی تک اس تحریک کو دبانے میں کامیاب نہیں ہوُئی۔ اس نے نوجوانوں کو نظر بند کیا۔ سزائیں دیں۔ پھانسی پر لٹکایا۔ لیکن کیا اس نے ایک بار بھی یہ سوچنے کی تکلیف گوارا کی۔ کہ یہ کام وُہ کیوں کرتے ہیں"

گورنمنٹ کی پالسی پر غلط الزام

کیا کوئی سمجھ سکتا ہے۔ کہ تشدد پسند نوجوانوں کو خلاف انسانیت حرکات کے ارتکاب سے اس طرح باز رکھا جاسکتا ہے۔ باز رکھنا تو رہا درکنار۔ انہیں اور زیادہ شوریدہ سری اور خونریزی پر آمادہ کرنے کی یہ شرمناک کوشش ہے۔ کیونکہ اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ انہیں "گورنمنٹ کی غلط پالسی" ایسا کرنے پر مجبور کررہی ہے۔ ورنہ وُہ تو بڑے امن پسند اور پابند قانون ہیں حالانکہ حقیقت یہ ہے۔ کہ گورنمنٹ کی جس پالسی کو غلط قرار دیا جا رہا ہے۔ اور جو غلط قرار دینے والوں کے نزدیک یہ ہے۔ کہ:- "گورنمنٹ تشدد کا جواب تشدد میں ہی دیتی رہی ہے" اس میں عقل وسمجھ رکھنے والے انسانوں کے نزدیک حکومت قطعاً قابل الزام نہیں ٹھیر سکتی۔ کیا گورنمنٹ تشدد کے جواب میں انقلاب پسندوں اور قتل وغارت کرنے والوں کو کھلی آزادی دے دے۔ اور کہدے۔ کہ جو تمہاری مرضی ہے۔ کرتے رہو۔ تمہاری کسی حرکت پر کوئی گرفت نہ کی جائے گی۔ پھر کیا یہ صورت ملک کے لئے مفید۔ اور فائدہ رساں ہوسکتی ہے:۔

حکومت کا جس طرح یہ فرض ہے۔ کہ ہر ایک چور۔ ڈاکو۔ اور قاتل کو کیفر کردار تک پہنچائے۔ اسی طرح اس کا یہ بھی فرض ہے۔ کہ وہ اُگ۔ جو ملک کے امن وامان کو برباد کرنے اور قانونی نظام کو توڑنے کے لئے قتل وخونریزی کا ارتکاب کرتے ہیں۔ ان کا قلع قمع کرے۔ اگر اخلاقی مجرموں کے لئے حکومت کا قانون بنانا اور انہیں سزائیں دینا "تشدد کا جواب تشدد" نہیں کہلا سکتا۔ تو سیاسی مجرموں کو ان کے جرائم کی سزا دینا کیونکر تشدد کا جواب تشدد کہلا سکتا ہے۔ بات اصل میں یہ ہے۔ کہ حکومت کے مقابلہ میں انصاف اور حق کے تمام مقتضیات کو نظرانداز کردیا جاتا ہے۔ اور ہر رنگ میں اسے زیر الزام لانے کی کوشش کی جاتی ہے۔

گاندھی جی کا رویہ

حیرت ہے۔ کہ یہ رویہ نہ صرف کانگرس کے دوسرے حامیوں اور تشدد پسندوں کے حامیوں نے اختیار کر رکھا ہے۔ بلکہ گاندھی جی جو اپنے آپ کو عدل وانصاف کا مجسمہ قرار دیتے۔ اور ہر موقعہ پر حق بات کہنے کا دعوٰے کرتے ہیں۔ وُہ بھی اسی رو میں بہ رہے ہیں۔ چنانچہ میدناپور کے حادثہ کے متعلق انہوں نے کہا:۔

"میدناپور کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے قتل پر میں گہرے رنج کا اظہار کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ مگر ساتھ ہی اس بات کا بھی اظہار کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کہ حکمران نہ صرف۔ ان غلطیوں کی ہی تلافی نہ کریں گے جو اس قسم کی وارداتوں کا موجب ہوتی ہیں۔ بلکہ جوابی دہشت انگیزی کے ذریعہ حکومت کرنے پر اصرار کریں گے۔ آرڈیننس راج کا بلاشک وشبہ یہی مدعا ہے" (پرتاپ ۶ ستمبر)

ان الفاظ سے ظاہر ہے۔ کہ گاندھی جی کے نزدیک بھی بے گناہ انسانوں کے خون سے ہندو نوجوانوں کا ہاتھ رنگنا اس لئے نہیں۔ کہ وُہ اخلاق اور انسانیت کو بالائے طاق رکھ چکے ہیں۔ عدم تشدد کی بجائے تشدد کو اپنی کامیابی کا ذریعہ قرار دے چکے ہیں۔ بلکہ اس لئے ہے۔ کہ حکومت اپنی غلطیوں کی تلافی نہیں کرتی۔ اور وُہ خونریزی کے دور کرنے کے لئے قاتلوں کو سزا دینا۔ اور ان کی سرگرمیوں کو روکنے کے لئے قانون نافذ کرنا ضروری سمجھتی ہے۔ جب گاندھی جی بھی بے قصور حکام کو قتل کرنے والوں کی اس طرح حمایت کررہے ہوں۔ تو کس طرح خیال کیا جاسکتا ہے۔ کہ عدم تشدد کے دعاوی کوئی حقیقت رکھتے ہیں۔ اور جو لوگ اس قسم کا نقاب اوڑھ کر حکومت کو درہم برہم کرنے میں مصروف ہیں۔ وُہ تشدد اور خونریزی کے حامی نہیں ہیں:۔

خیر خواہانِ ملک کا فرض

پچھلے دنوں جب گاندھی جی نے حکومت کو مرعُوب کرنے کے لئے کہا تھا۔ کہ "تشدد کا آتش فشاں پہاڑ پھٹ جانے کا خطرہ ہر وقت موجود ہے۔ مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ کہ ابھی ہمارے دلوں میں کافی تشدد موجُود ہے" اسی وقت ہمارا ماتھا ٹھنکا تھا۔ کہ قتل اور خونریزی کے حادثات میں اضافہ ہونا شروع ہوجائے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوُا۔ اور میدناپور کے تازہ واقعہ نے اس خطرہ کو حقیقت کا جامہ پہنا دیا۔

ان حالات میں جہاں حکومت کے لئے ضروری ہے۔ کہ خونریزی اور دہشت انگیزی کے حادثات کی روک تھام کے لئے خاص انتظامات کرے۔ اور اس بارے میں ملک کے حقیقی خیر خواہوں۔ اور قانون پسند بااثر اصحاب کی امداد حاصل کرے۔ وہاں اہل ملک کے لئے بھی ضروری ہے۔ کہ اس خطرناک رَو کو روکنے میں سرگرم عمل ہوں۔ کیونکہ قانون شکن اور تشدد پسند لوگوں کا وجُود حکومت کے لئے ہی نقصان رساں نہیں۔ بلکہ ملک کے لئے بھی تباہی وبربادی کا باعث ہے۔ آج جو لوگ سرکاری افسروں کے خلاف قتل وخونریزی کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ اگر ان کا قلع قمع نہ کردیا گیا۔ اور انہیں غلبہ حاصل ہوگیا۔ تو کسی امن پسند کی جان ومال۔ عزت وآبرُو ان کی دست وبرد سے محفُوظ نہ رہ سکے گی:۔

چھُوت چھات اور ہندُو دھرم

اچھُوتوں کو انسانیت کے درجہ سے محروم رکھنے۔ اور ان پر طرح طرح کے مظالم کرنے کے متعلق ہندُوؤں سے جب کوئی جواب بن نہیں پڑتا۔ تو وُہ یہ کوشش کرتے ہیں۔ کہ دیگر مذاہب کے لوگوں میں بھی چھُوت چھات کی لعنت ثابت کریں۔ اس کے لئے وُہ ادھر اُدھر کے چند واقعات جمع کرکے کہدیتے ہیں۔ کہ صرف وہی خدا کی مخلوق کو جو ان ہی کی سی ہے۔ اچھوت قرار دے کر ذلت وادبار کے گڑھے میں گرانے کا باعث نہیں بنے ہوُئے۔ بلکہ دوسر مذاہب کے لوگ بھی ایسا ہی کررہے ہیں۔ حالانکہ اپنی بریت کے لئے دوسروں کو اسی جرم کا مرتکب قرار دینا قطعاً قابلِ التفات نہیں۔ علاوہ ازیں اگر اور لوگوں میں بھی۔ اور خاص کر مسلمانوں میں کہیں چھُوت چھات کی قسم کی کوئی بُرائی پائی جاتی ہے تو وُہ ان کی اپنی نادانی اور جہالت کا نتیجہ ہے۔ ہندُو دھرم کے سوا کوئی اور مذہب اور خصوصاً اسلام اس کی قطعاً اجازت نہیں دیتا۔ اور نہ اسے روا رکھتا ہے:۔

یہ اتنی موٹی بات ہے۔ کہ جس کے سمجھنے کے لئے غیر معمُولی عقل وفکر کی ضرورت نہیں۔ لیکن ہندُو اپنے ہاں کی چھوت چھات کو جائز قرار دینے کے لئے دُوسروں کو بھی اسی میں ملوث قرار دینے میں کوشاں رہتے ہیں۔ اس بیہودہ حرکت پر حال میں گاندھی جی نے انہیں بالفاظ ذیل متنبہ کیا ہے:۔

"دیش بندھو اینڈریوز نے گزشتہ ہفتہ جنوبی افریقہ کی چھُوت چھات پر اپنے خیالات کا اظہار کیا تھا۔ اور دکھایا تھا۔ کہ وہاں بھی مسئلہ پردیش کا سوال ہے۔ مگر ان دونوں قسم کے چھُوت چھات میں فرق ہے۔ جنوبی افریقہ میں یہ رنگ کے تعصب پر مبنی ہے۔ اور مذہب یا قانون ایسے چھوت چھات کی اجازت نہیں دیتا۔ ہندوستان میں بدقسمتی سے ہندُووں کی ایک بھاری تعداد کا دعوٰے ہے۔ کہ مذہب کی رُو سے یہ جائز ہے" (پرتاپ ۶ ستمبر)

یہ بات اس سے زیادہ صفائی کے ساتھ اس وقت کہی جاسکتی ہے۔ جب ہندُو کسی علاقہ کے مُسلمانوں کی مثال اس بارے میں پیش کرتے ہیں۔ کہ وہاں بعض اقوام کے مُسلمانوں کے ساتھ اچھوتوں کے قریب قریب سلوک کیا جاتا ہے۔ کیونکہ یہ ان لوگوں کی جاہلانہ رعُونت اور تکبر کا نتیجہ ہے۔ جسے اسلام سخت معیُوب قرار دیتا ہے۔ اسلام میں اس قسم کی تفریق کی قطعاً اجازت نہیں ہے لیکن اس کے مقابلہ میں ہندُوؤں کی بہت بڑی اکثریت۔ ان کا صدیوں کا طریق عمل۔ اور ان کی مقدس مذہبی کتب کے احکام چھُوت چھات کو نہایت ہی بھیانک شکل میں پیش کررہے ہیں۔ اور ان دونوں باتوں میں زمین وآسمان کا فرق ہے:۔

احمدیت پر اعتراضات کے جواب

حضرت مسیح موعودؑ اور حج بیت اللہ

اخبار اہلحدیث نے اپنے گزشتہ پرچوں میں چند ایک اعتراضات کئے ہیں۔ جن کے جوابات ذیل میں درج کئے جاتے ہیں

اہلحدیث کا اعتراض

پہلے اعتراض کا خلاصہ اہلحدیث کے الفاظ میں ہی یہ ہے

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مسیح موعود حج کریں گے۔ اور حج کا احرام مقام فج الروحاء سے باندھیں گے۔ ہم اس بحث میں نہیں جاتے۔ کہ مسیح ابن مریم فوت ہو گیا ہے۔ یا زندہ ہے۔ بلکہ ہمارا مقصد صرف اتنا ہے۔ کہ مسیح موعود (جو بھی ہو) دربار رسالت سے اس کی علامت یہ مقرر ہوئی ہے۔ کہ وہ فج الروحا سے احرام باندھ کر حج کرے گا۔ پس جس صاحب نے حج نہ کیا۔ وہ مسیح موعود کیسے ہو سکتا ہے۔"

مولوی ثناء اللہ صاحب اور حیات مسیح کا عقیدہ

اہلحدیث اس اعتراض کو گزشتہ عرصہ میں کئی بار دہرا چکا ہے۔ حالانکہ یہ کوئی ایسا اعتراض نہیں۔ جس کا پہلے جواب نہ دیا جا چکا ہو۔ مولوی ثناء اللہ صاحب کو یہ وہم دل سے نکال دینا چاہیئے۔ کہ اس طرح وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کو مشتبہ کر سکتے ہیں۔ مولوی صاحب کے مندرجہ بالا الفاظ سے ہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت ظاہر ہے۔ ایک وہ زمانہ تھا۔ کہ حیات مسیح پر بڑھ چڑھ کر مناظرات اور مباحثات کئے جاتے۔ اور بڑی بڑی ڈینگیں ماری جاتی تھیں۔ اب یہ زمانہ آ گیا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حیات مسیح کے عقیدہ کا ایسا ابطال فرمایا۔ کہ اب خود مدعیان حیات مسیح یہ لکھنے پر مجبور ہو رہے ہیں۔ کہ "ہم اس بحث میں نہیں جاتے۔ کہ مسیح ابن مریم فوت ہو گیا یا زندہ ہے" اس بحث میں اب آپ جا ہی کیسے سکتے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حیات مسیح کی کوئی راہ باقی چھوڑی ہو۔ تو آپ جائیں۔ آپ نے تو ہر ایک پہلو سے حیات مسیح کے عقیدہ کا ابطال کر دیا۔ اور تحفۂ گولڑویہ میں اسبات کا اعلان کر دیا۔ کہ اگر کوئی شخص حیات مسیح ثابت کر دے۔ تو ہمارے تمام دعوے جھوٹے۔ لیکن اگر کوئی یہ ثابت نہ کر سکے۔ تو پھر سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ ہم اپنے تمام دعووں میں سچے ہیں۔ اس چیلنج کی یہی وجہ تھی۔ کہ آپ نے حیات مسیح کے عقیدہ کی ہر ایک شق کو ایسا باطل کیا۔ کہ خود حیات مسیح کے مدعی اب یہ کہنے پر مجبور ہو رہے ہیں۔ کہ "ہم اس بحث میں نہیں جاتے۔ کہ مسیح ابن مریم فوت ہو گیا یا زندہ ہے"

کیا حج کرنا معیار صداقت ہے؟

کسی مدعی مہدویت یا مسیحیت کی راستبازی اور صداقت کی علامت محض حج کرنا ہی نہیں ہے۔ کیا اگر ایک شخص مولوی صاحب کے پیشکردہ طریق سے حج کرے۔ مگر باقی احکام اسلامیہ کا منکر ہو۔ یا قرآن کریم کے پیشکردہ معیاروں کے رو سے صادق ثابت ہو۔ تو اسے وہ مسیح موعود تسلیم کریں گے۔ اگر نہیں تو صاف ظاہر ہے۔ کہ حج کرنا ایسی علامت نہیں ہے۔ جو صداقت کا واحد معیار ہو۔ صداقت معلوم کرنے کے لئے ہمیں قرآن کریم کے پیشکردہ معیاروں کو دیکھنا ہوگا۔ اگر کسی شخص کی صداقت قرآن کریم کے رو سے ثابت ہو جائے۔ تو یقیناً وہ شخص اپنے دعاوی میں سچا ہوگا۔ خواہ کسی حدیث کے ظاہری الفاظ کچھ ہی کہیں ایسے شخص کو جھوٹا کہنے والا یا اس کے دعاوی کا انکار کرنے والا یقیناً یقیناً خود جھوٹا ہے۔ اور نہ صرف یہ کہ وہ ایسے شخص کی تکذیب کرتا ہے۔ جس کی تصدیق میں قرآن کریم شہادت دے رہا ہے بلکہ وہ قرآن کریم کی بھی تکذیب کرتا ہے۔

معیار صداقت

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت قرآن کریم سے روز روشن کی طرح ثابت ہے۔ اور انہی معیاروں اور اصول سے آپ کی سچائی اور راستبازی واضح ہے۔ جن سے حضرت سرور کائنات فخر موجودات محمد مصطفےٰ کی صداقت اور دوسرے انبیاء کی سچائی ثابت ہے۔ میں مولوی صاحب کو دعوت دیتا ہوں۔ کہ وہ قرآن کریم سے کوئی ایسا معیار پیش کریں۔ جو اللہ تعالےٰ نے اپنے برگزیدہ بندوں کی راستبازی ظاہر کرنے کے لئے بیان فرمایا ہو۔ اور اس معیار سے انہوں نے انبیاء سابقین اور حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت معلوم کی ہو۔ اسی معیار کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت ثابت کر دی جائے گی پس جبکہ قرآن کریم سے ثابت ہے۔ کہ آپ سچے اور راستباز ہیں تو کسی حدیث کے وہ ظاہر الفاظ جن سے اعتراض کا پہلو نکلتا ہو قطعاً قابل تسلیم نہیں۔

احادیث کی علامات مسیح موعودؑ میں اختلاف

احادیث میں مسیح موعودؑ کے متعلق جو علامات بیان ہوئی ہیں۔ ان میں اتنا اختلاف ہے۔ کہ اسے دیکھ کر عقل انسانی حیران رہ جاتی ہے۔ اور سمجھ میں نہیں آتا کہ کس علامت کی رو سے مدعی مسیحیت کی صداقت معلوم کی جائے۔ چنانچہ فج الروحا والی حدیث بھی خود ہمارے اس دعوے کو ثابت کرتی ہے۔ کیونکہ راوی نے اس حدیث میں او او کہکر حدیث کو مشکوک کر دیا ہے۔ ان اختلافات کی صورت میں سوائے اس کے اور کوئی طریق اختیار نہیں کیا جا سکتا۔ کہ ان احادیث اور علامات کو صحیح اور درست خیال کیا جائے۔ جو واقعات کے لحاظ سے صحیح اور درست ثابت ہوں۔ اس طریق سے ایک ایسی حدیث جسے لوگوں نے کمزور قرار دے رکھا ہو۔ اگر واقعہ میں پوری ہو جاتی ہے۔ تو دیانت وامانت کا تقاضا یہی ہے۔ کہ اسے صحیح خیال کر لیا جائے۔ اس کے مقابلہ میں ایک حدیث خواہ وہ کتنی ہی قوی کہلاتی ہو لیکن اگر قرآن کریم کے مخالف ہے۔ یا واقعات کے رو سے وہ صحیح نہیں اترتی۔ تو اس کو ترک کر دیں گے۔

احادیث کی علامات میں سے سچی علامات

اس اصل کو مدنظر رکھ کر جو علامات حضرت مسیح موعودؑ پر صادق آئیں۔ ان کو صحیح قرار دیا جائے گا۔ اور جو آپ پر صادق نہ آئیں۔ ان کو درست نہیں سمجھا جائے گا۔ اب اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حج نہیں کیا۔ لیکن قرآن کریم کے معیاروں کے رو سے آپ کی سچائی ثابت ہے۔ اور حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیان کردہ دوسری علامات بھی آپ میں پائی جاتی ہیں۔ تو یہ روائت جس میں لکھا ہے۔ کہ مسیح موعودؑ وہی ہو سکتا ہے۔ جو حج کرے۔ کوئی عقلمند ایسا نہیں ہوگا۔ کہ اس روائت کو قرآن کریم سے مقدم کرے

فج الروحاء کی حدیث حضرت مسیح موعودؑ کے خلاف نہیں

مگر اس حدیث کو صحیح قرار دینے کی صورت میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت پر حرف نہیں آ سکتا اس لئے کہ جہاں حج کرنے کا حکم ہے۔ وہاں رستہ کا خطرات سے محفوظ ہونا بھی ضروری شرط ہے۔ خود مولوی ثناء اللہ صاحب بھی اس شرط کو تسلیم کرتے ہیں۔ چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے رستہ کے خطرات موجود تھے۔ اس لئے آپ بذات خود حج کے لئے نہ تشریف لے جا سکے۔ اور آپ کی طرف سے حج بدل کرا دیا گیا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک حدیث میں بھی آتا ہے۔

عن عکرمۃ عن ابن عباس قال قال رجل یا رسول اللہ ان ابی مات ولم یحج افاحج عنہ قال ارأیت لو کان علی ابیک دین اکنت قاضیہ قال نعم قال فدین اللہ احق (نسائی جلد ۲ صفحہ ۵)

یعنے حضرت ابن عباس سے روایت ہے۔ کہ حضرت عکرمہ نے بیان کیا۔ کہ ایک شخص نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا۔ یا رسول اللہ میرا باپ فوت ہو گیا۔ اور اس نے حج نہیں کیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

نمبر ۳۱ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۸ جمادی الاول ۱۳۵۲ھ | جلد ۲۱

میدناپور کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کا قتل

نام نہاد عدم تشدد کے حامیوں کا شرمناک طریق عمل

کسی بے قصور انسان کا اس کی لاعلمی اور بے خبری میں قتل ایک ایسا شرمناک فعل ہے۔ کہ ہر شریف اور انسانیت سے حصہ رکھنے والے شخص کا سر اس کی وجہ سے شرم و ندامت کے ساتھ جھک جانا چاہیئے۔ اور کسی پہلو سے بھی اس کی برائی کو کم کر کے دکھانے کا خیال دل میں نہیں آنا چاہیئے۔ لیکن یہ ایک حقیقت ہے۔ کہ جب بھی کسی سرکاری افسر کو خون آشام انقلاب پسند گولیوں کا نشانہ بناتے اور نہایت ہی وحشیانہ طریق سے اس کی جان لیتے ہیں۔ تو وہ لوگ جو ایک طرف تو حکمرانوں کے خلاف نفرت و حقارت دشمنی اور عداوت کے جذبات عاقبت اندیش نوجوانوں میں پیدا کرنے میں منہمک رہتے ہیں۔ اور دوسری طرف عدم تشدد کا ڈھول پیٹتے ہیں۔ ایسا رویہ اختیار کر لیتے ہیں جس سے تشدد پسندوں کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے۔ اور وہ خلاف انسانیت افعال کرنے میں اپنے آپ کو حق بجانب سمجھتے ہیں:۔

حال میں میدناپور کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ مسٹر برج کے قتل کا جو افسوسناک حادثہ رونما ہوا ہے۔ اس کے متعلق بھی ان لوگوں نے جن کا یہ دعویٰ ہے۔ کہ وہ حکومت کے خلاف پُر امن جنگ میں مصروف ہیں۔ اور تشدد کو کسی صورت میں بھی جائز قرار نہیں دیتے۔ یہی طریق عمل اختیار کیا ہے:۔

قتل کس طرح کیا گیا

مسٹر برج کو تین ہندو نوجوانوں نے ۲ ستمبر شام کے سوا پانچ بجے قتل کیا۔ جبکہ وہ فٹ بال کے کھیل میں شریک ہونے کے لئے فٹ بال گراؤنڈ میں پہونچے۔ مقابل ٹیم مسلمانوں پر مشتمل تھی۔ اور ہندو قاتل مسلمان کھلاڑیوں میں ملے ہوئے فیلڈ میں موجود تھے۔ چونکہ مسلم ٹیم کے اکثر کھلاڑی بھی دھوتیاں پہنے ہوئے تھے۔ اس لئے قاتلوں پر کہ وہ بھی دھوتی پوش تھے۔ کسی کو شبہ نہ ہوا۔ اور جونہی مسٹر برج اپنے ذاتی محافظوں کو گراؤنڈ کے کنارہ پر چھوڑ کر فیلڈ میں داخل ہوئے۔ قاتلوں نے کھلاڑیوں سے علیحدہ ہو کر ان پر حملہ کر دیا ایک نے آٹومیٹک پستول سے مسٹر برج کی پشت پر پانچ گولیاں چلائیں۔ اور دوسرے نے آگے سے تین گولیاں۔ اور اس طرح ایک منٹ کے اندر اندر ان کی جان لے لی:۔

تین سال میں تین حادثے

میدناپور میں یہ حادثہ اپنی نوعیت کے لحاظ سے پہلا حادثہ نہیں بلکہ گزشتہ تین سال کے عرصہ میں یہ تیسرا حادثہ ہے۔ اس سے قبل ۷ اپریل ۱۹۳۱ء کو اسی میدناپور کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ مسٹر جیمز پیڈی کو اسی طرح قتل کر دیا گیا تھا ۔ اس کے بعد مئی ۱۹۳۲ء میں اسی ضلع کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ مسٹر رابرٹ ڈگلس کی جان لی گئی تھی اور اب مسٹر برج کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس مقام پر تشدد پسند اور دہشت انگیز قاتلوں کا خاص اڈا ہے۔ اور وہ اپنے خلاف انسانیت افعال میں روز بروز ترقی کر رہے ہیں:۔

تشدد پسندوں کے حامیوں کا طریق عمل

ان حالات میں ہر شخص کا فرض ہونا چاہیئے۔ کہ اس قسم کی شرمناک حرکات کی پورے زور کے ساتھ مذمت کرے۔ اور کوئی ایسا پہلو اختیار نہ کرے جس میں قتل و خونریزی کی حمایت کا شائبہ بھی پایا جاتا ہو۔ لیکن نہایت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ کہ وہ لوگ جو تشدد پسندی کے خیالات پیدا کرنے کا موجب ہیں۔ یا تو اس قسم کے شرمناک حادثات پر خموشی اختیار کر کے ایک رنگ میں ان کی حمایت کے مرتکب ہوتے ہیں۔ یا اگر کچھ کہتے ہیں۔ تو دبی زبان سے اظہار ناپسندیدگی کرتے ہوئے ان افعال کی ذمہ داری حکومت پر ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور ظاہر ہے۔ کہ یہ طریق عمل اس قسم کے افعال کے انسداد کا موجب نہیں بن سکتا۔ بلکہ ان میں اضافہ کا باعث ہو رہا ہے:۔

مذمت کرنے کا طریق

وہ لوگ جو اس قسم کے حادثات کے متعلق ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہیں۔ وہ بھی اپنی ناپسندیدگی کی وجہ یہ قرار نہیں دیتے۔ کہ یہ طریق کار شرافت اور انسانیت کے خلاف ہے۔ انتہا درجہ کی دنائت اور کمینگی ہے۔ اور کسی شریف انسان کو اسے اختیار نہیں کرنا چاہیئے بلکہ وہ بھی یہ کہتے ہیں۔ کہ اس سے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ الٹا نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔ چنانچہ ایسے ہی لوگوں کے خیالات کی ترجمانی کرتا ہوا اخبار "پرتاپ" (۶ ستمبر) لکھتا ہے:۔

"اس انقلابی تحریک سے ہمیں فائدہ بھی کیا ہوا۔ بنگال میں کتنے نوجوان پھانسی کے تختہ پر لٹک گئے۔ کتنے جیلوں میں بند ہو گئے۔ کئی لڑتے لڑتے پولیس کی گولی کا شکار ہو گئے۔ اور کئی خود مر گئے"

گویا یہ لوگ جب قتل و خونریزی کرنے والوں کو مخاطب کرتے ہیں۔ تو صرف یہ کہتے ہیں۔ کہ چونکہ ان کی اپنی جانیں بھی جاتی ہیں۔ اور اس طرح ملک کو نقصان پہونچتا ہے۔ اس لئے انہیں یہ طریق اختیار نہیں کرنا چاہیئے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی بالفاظ "پرتاپ" جب یہ کہتے ہیں کہ "یہ تو مانا جا سکتا ہے۔ کہ حکومت کے لئے انہوں نے نئی نئی مشکلات پیدا کر دیں۔ شائد کچھ انگریزوں کو دہشت زدہ کرنے میں بھی کسی حد تک کامیاب ہو گئے" تو یہ بتاتے ہیں۔ کہ حکومت کو بھی نقصان پہونچ رہا ہے اور وہ بھی مشکلات میں مبتلا ہو رہی ہے۔ ظاہر ہے۔ کہ وہ نوجوان جن کے دلوں میں حکومت کے خلاف اس قدر زہریلے جراثیم بھر دیئے گئے ہیں۔ کہ جن کی وجہ سے وہ بے گناہ اور بے قصور انسانوں کے خون سے ہاتھ رنگنے سے دریغ نہیں کرتے ۔ اور جو انسانیت و شرافت کے جذبات سے اس درجہ عاری ہو چکے ہیں۔ کہ نہتے اور بے خبر انسان پر قاتلانہ حملہ کرنا اپنا بہت بڑا کارنامہ سمجھتے ہیں۔ جب انہیں یہ سنایا جائے گا۔ کہ وہ حکومت کے لئے نئی نئی مشکلات پیدا کر رہے ہیں۔ اور انگریز ان کی وجہ سے دہشت زدہ ہو رہے ہیں۔ تو وہ اس بات کی کوئی پرواہ نہ کریں گے۔ کہ ان کی اپنی جانیں جاتی ہیں۔ اور نہ اسے ملک کے لئے نقصان قرار دیں گے۔ بلکہ اپنے آپ کو ملک کے فدائی اور جان نثار سمجھ کر اور زیادہ ایسے افعال کا ارتکاب کریں گے:۔

نہایت خطرناک حرکت

یہ تو ہے اس ناپسندیدگی۔ اور مذمت کی حقیقت۔ جو قاتلانہ حملوں کے متعلق ان لوگوں کی طرف سے کی جاتی ہے جن کا یہ دعویٰ ہے۔ کہ "ہندوستان میں ہم سیاسی جنگ لڑ رہے ہیں" لیکن اس سے بھی زیادہ خطرناک حرکت یہ لوگ جو کرتے ہیں۔ وہ یہ ہے۔ کہ اس قسم کے حادثات کی ذمہ داری حکومت پر ڈالتے ہیں۔ چنانچہ "پرتاپ" (۷ ستمبر) نے میدناپور کے تازہ حادثہ کے متعلق جو مضمون لکھا ہے۔ اس میں لکھتا ہے:۔

کیا میں اس کی طرف سے حج کر لوں؟ فرمایا کیا اگر تیرے باپ پر کوئی قرضہ ہوتا۔ تو تو اسے ادا کرتا۔ اس نے عرض کیا۔ ہاں۔ فرمایا۔ تو پھر اللہ کا قرضہ زیادہ قابل ادائیگی ہے۔ یعنی اسے ادا کر دو۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ حج بدل بھی ہو سکتا ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے حج بدل کرایا گیا۔ چنانچہ حضرت حافظ احمد اللہ صاحب مرحوم نے یہ حج کیا تھا۔

پس جب آپ کا حج بدل کرایا گیا۔ تو گویا حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشاد کے مطابق آپ کا حج ہو گیا اور یہ بات کہ "رسول اللہ نے فرمایا مسیح موعود حج کریں گے"۔ پوری ہو گئی ؛

رعایت اسباب ضروری ہے

کہا جاتا ہے۔ کہ جب مرزا صاحب کو خدا تعالےٰ نے دنیا کی ہدایت اور راہ نمائی کے لئے بھیجا تھا۔ تو وہ آپ کی حفاظت بھی کرتا۔ اور رستہ کے خطرات سے بچاتا۔ پھر کیوں وہ حج کے لئے نہ گئے۔ لیکن یہ سراسر نادانی اور جہالت کی بات ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے بڑھ کر خدا تعالےٰ کے حضور کس کا درجہ ہو سکتا ہے لیکن آپ کو بھی دشمنوں اور مخالفوں کے حملوں سے بچنے اور ان کے جان لینے کے منصوبوں سے محفوظ رہنے کے لئے ظاہری سامانوں اور احتیاطوں سے کام لینا پڑا۔ آپ نے کبھی یہ روا نہ رکھا۔ کہ اپنی طرف سے کسی قسم کی کوشش اور احتیاط کئے بغیر بیٹھ رہنا چاہیئے۔ کیا مکہ سے راتوں رات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا گھر سے نکلنا۔ اور ایک غار میں چھپنا اس لئے نہ تھا کہ وہ کفار جنہوں نے آپ کی جان لینے کی سازش کی تھی۔ ان کے حملہ سے محفوظ رہ سکیں۔ اگر اس کی یہی وجہ تھی۔ اور یقیناً یہی تھی۔ تو وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں۔ کہ رستہ کے خطرات کی موجودگی میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حج کے لئے جانا چاہیئے تھا۔ اگر وہ سچے تھے۔ تو خدا تعالےٰ ان کی حفاظت کرتا۔ وہ گویا رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر بھی زبان اعتراض دراز کرتے ہیں۔ جبکہ آپ کو اپنی حفاظت کے لئے مکہ معظمہ کو چھوڑ کر چلے جانا پڑا ؛

در اصل خدا تعالےٰ کے انبیاء جہاں خدا تعالےٰ کی تائید اور نصرت پر سب سے بڑھ کر ایمان رکھتے ہیں۔ وہاں خدا تعالےٰ کے پیدا کردہ اسباب سے استفادہ حاصل کرنے کی بھی سب سے زیادہ کوشش کرتے ہیں۔ اور کبھی اسباب اور احتیاطوں کو ترک کر کے خدا تعالےٰ کا امتحان لینے کی جرأت نہیں کرتے۔ اور اس وجہ سے جو لوگ ان پر اعتراض کرتے ہیں۔ وہ اپنی نادانی اور جہالت کا اظہار کرتے ہیں

خاکسار

مبارک احمد مولوی فاضل جامعہ

حضرت مسیح موعودؑ کا رسول کریمؐ کی قبر میں دفن ہونے کا مطلب

مخالفین کی طرف سے ایک اعتراض یہ کیا جاتا ہے۔ کہ "رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مسیح موعود کے لئے ایک یہ علامت بیان فرمائی تھی۔ کہ وہ میری قبر میں دفن ہو گا۔ لیکن مرزا صاحب تو قادیان میں مدفون ہیں۔ اس لئے آپ سچے نہیں ہو سکتے"

الفاظ حدیث اور ترجمہ

اصل الفاظ حدیث کے جس سے یہ نتیجہ اخذ کیا گیا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی قبر میں دفن ہوں گے۔ یہ ہیں۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ینزل عیسیٰ بن مریم الی الارض فیتزوّج ویولد لہٗ ویمکث خمسًا واربعین سنۃ ثم یموت فیدفن معی فی قبری فاقوم انا وعیسیٰ بن مریم فی قبر واحد بین ابی بکر وعمر۔ ان الفاظ کا ترجمہ یہ ہے۔ کہ حضرت عیسےٰ زمین پر نزول فرمائیں گے۔ پھر آپ شادی کریں گے۔ آپ کی اولاد ہوگی۔ ۴۵ برس رہنے کے بعد فوت ہو جائیں گے۔ تو دفن کئے جائیں گے میرے ساتھ میری قبر میں۔ پس میں اور عیسےٰ بن مریم ایک قبر میں سے کھڑے ہوں گے ابوبکر اور عمر کے درمیان

عقل و نقل کے خلاف استدلال

پیشتر اس کے کہ اس حدیث کا اصل مطلب پیش کیا جائے یہ کہنا چاہتا ہوں۔ کہ ہمیں مخالفین کے اس استدلال کے ماننے سے ہرگز انکار نہ ہوتا۔ اگر وہ عقل اور نقل کے موافق ہوتا۔ لیکن افسوس کہ استدلال کرتے وقت نہ تو نقل کو کام میں لایا گیا ہے۔ اور نہ ہی عقل کو۔ ورنہ ایک معمولی عقل کا آدمی بھی اس قسم کا لچر استدلال کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ کیونکہ یہ استدلال متعدد وجوہ کی بناء پر باطل ہے ؛

پہلی وجہ

پہلی وجہ تو یہ ہے۔ کہ اگر اس حدیث کے اس حصہ کے جس میں مسیح موعود کے دفن ہونے کا ذکر ہے۔ یہ معنی کئے جائیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی قبر میں ان کو دفن کیا جائیگا تو سوال یہ ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جو حضرت مسیح موعود کے نازل ہونے سے بہت عرصہ قبل فوت ہو چکے ہیں۔ اور مدینہ منورہ میں آپ کا روضہ مبارک ہے۔ مسیح موعودؑ کو آپ کی قبر میں دفن کرنے کے لئے کیا صورت اختیار کی جائے گی۔ کیا حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ کی قبر کو اکھیڑا جائے گا۔ اگر یہ صورت اختیار کی جائے گی۔ تو وہ کونسے مسلمان ہوں گے۔ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی قبر کھودنے کی جرأت کریں گے۔ اور کون بے غیرت اس نظارہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھ سکیں گے۔ ہم اپنے مخالفین سے پوچھتے ہیں۔ انصاف سے بتائیں۔ کیا تمہارا نفس اور تمہارا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے محبت کا دعویٰ اس بات کی اجازت دیتا ہے۔ کہ تم یا تمہارا کوئی بھائی بند آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی قبر کو اکھیڑے اور اس میں مسیح موعودؑ کو دفن کرے۔ جب تمہارے نفس اور تمہارے قلوب یہ فتوےٰ نہیں دیتے۔ تمہاری عقل تمہیں اسبات کا مجاز نہیں ٹھہراتی۔ کہ تم آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی قبر کو اکھیڑنے کا خیال بھی کرو۔ تو کیوں ایسے معنے اور استدلال کرتے ہو۔

دوسری وجہ

دوسری وجہ جو ان معنوں کا ابطال کرتی ہے۔ یہ ہے۔ کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا یہ خواب ہے۔ کہ رأیت ثلثۃ اقمار سقطن فی حجرتی جس کا ترجمہ یہ ہے۔ کہ میں نے خواب میں دیکھا۔ تین چاند میرے حجرے میں آگرے ہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا جب وصال ہوا۔ اور آپ حضرت عائشہ کے حجرے میں دفن کئے گئے۔ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے عائشہ تیرے ان چاندوں میں سے یہ ایک چاند ہے۔ جو سب سے بہترین ہے۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی اسی حجرہ میں دفن کئے گئے۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی اسی حجرہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ایک پہلو میں مدفون ہوئے۔ اب ظاہر ہے۔ کہ اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی وہاں دفن کیا جائے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا خواب غلط ثابت ہوتا ہے ؛

تیسری وجہ

تیسری وجہ جس سے ان معنوں کا ابطال ہوتا ہے۔ یہ ہے کہ ایک حدیث میں آتا ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ انا اول من ینشق عنہ القبر (مسلم جلد ۲) یعنی یہ صرف میری خصوصیت ہے۔ کہ حشر و نشر کے وقت سب سے پہلے میری قبر کھولی جائے گی۔ اب اگر حضرت مسیح موعودؑ بھی آپ کی قبر میں آپ کے ساتھ مدفون ہوں۔ تو پھر آپ کا یہ فرمانا۔ کہ انا اول من ینشق عنہ القبر صحیح نہیں ٹھہرتا۔ کیونکہ مسیح موعودؑ

بھی اس خصوصیت میں شامل ہو جائیں گے

چوتھی وجہ

چوتھی وجہ جو ان معنوں کو باطل ٹھہراتی ہے۔ یہ ہے۔ کہ جب حضرت عمرؓ فوت ہونے لگے۔ تو آپ نے حضرت عائشہؓ سے اسبات کی اجازت چاہی۔ کہ مجھے اپنے دونوں رفیقوں کے ساتھ دفن ہونے دیا جائے۔ اگر حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پہلے فرما چکے تھے فاقوم انا و عیسیٰ ابن مریم فی قبر واحد بین ابی بکر و عمر یعنے میری قبر ابوبکر اور عمر کے درمیان ہوگی۔ تو پھر اجازت کا کیا مطلب۔ اور پھر دوبارہ اجازت حاصل کرنا۔ اور اسبات کی وصیت کرنا۔ کہ ممکن ہے۔ میرے خلیفہ ہونے کی وجہ سے حضرت عائشہؓ نے اجازت دی ہو۔ میری وفات کے بعد حضرت عائشہؓ سے دوبارہ اجازت لی جائے۔ اگر وہ اجازت دیں۔ تو مجھے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پہلو میں دفن کیا جائے۔ ورنہ نہیں۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت عمرؓ اور حضرت عائشہؓ اس ارشاد کے وہ معنے جو آج احمدیت کے مخالف کرتے ہیں نہیں سمجھتے تھے۔ ایک روایت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت عائشہؓ نے کہا۔ کہ یہ جگہ میں نے اپنے لئے رکھی ہوئی تھی لیکن حضرت عمرؓ کو دیتی ہوں

قبر بمعنی مقبرہ نہیں

جب معترضین کے سامنے یہ وجوہات پیش کی جاتی ہیں۔ تو وہ کہدیتے ہیں۔ کہ قبر سے مراد مقبرہ ہے یعنی مسیح موعودؑ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مقبرہ میں دفن ہو گا۔ لیکن میں ابھی بتاؤں گا۔ کہ قبر سے مقبرہ مراد لینا محض ڈوبتے کو تنکے کا سہارا والی بات ہے۔ کیونکہ اول تو کسی لغت سے قبر بمعنی مقبرہ ثابت نہیں۔ دوم یہ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مقبرہ میں قبر کی اور کوئی جگہ نہیں۔ اگر کوئی اور جگہ ہوتی۔ تو حضرت عائشہؓ وہاں دفن ہوتیں۔ حالانکہ وہ وہاں مدفون نہیں ہوئیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ حضرت عائشہؓ نے حضرت عمرؓ کے اجازت طلب کرتے پر فرمایا والاثرنہ علی نفسی کہ میں حضرت عمرؓ کو اپنے نفس پر ترجیح دیتی ہوں۔ اگر اس مقبرہ میں کوئی اور جگہ ہوتی۔ تو حضرت عائشہؓ کا لاثرنہ کہنا بے حقیقت ٹھہرتا ہے۔ کیونکہ لاوثرنہ کا مفہوم تبھی صحیح ہو سکتا ہے۔ جب کہ اور جگہ وہاں نہ ہو۔

اس حدیث کا اصل مطلب یہ ہے کہ قبر سے مراد ظاہری قبر نہیں۔ بلکہ برزخی قبر مراد ہے اللہ تعالےٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ ثم اماتہ فاقبرہ (العبس) اللہ انسان کو مارتا ہے۔ اور پھر اس کی خود قبر بناتا ہے۔ اب اگر یہ قبر ظاہری مراد لی جائے۔ تو ان لوگوں کی قبر جو سمندر میں غرق ہو گئے اور مچھلیوں یا دوسرے سمندری جانوروں کی خوراک بن گئے۔ یا جو آگ میں جلکر راکھ ہو گئے۔ یا جنہیں جنگلی درندوں نے چیر پھاڑ کر کھالیا۔ ان کی قبر کہاں ہے۔ حالانکہ اللہ تعالےٰ تو ہر ایک کی قبر تیار کرتا ہے معلوم ہوا۔ کہ وہ اور قبر ہے۔ جو ظاہری نہیں۔ بلکہ برزخی قبر ہے جسے اللہ تعالیٰ (م)

تاریخ اسلام

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب

فضائل عثمانیؓ

خلیفہ ثالث حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ کے فضائل و مناقب کا احادیث صحیحہ اور تاریخ اسلامی میں اس شرح و بسط کے ساتھ ذکر ہے۔ کہ ناممکن ہے۔ کوئی شخص انہیں پڑھے یا سنے۔ اور پھر اس امر کے تسلیم کرنے میں اسے کوئی شبہ رہ جائے۔ کہ آپ زہد و اتقاء اور روحانی درجات۔ کے لحاظ سے بہت بلند مقام پر فائز تھے۔ اور یہ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی جانشینی اور آپ کی امت کی راہ نمائی کے لئے آپ کا انتخاب خالصۃً اللہ تعالےٰ کے منشاء اور اس کی رضا کے ماتحت ہوا۔

شرم و حیا

ایک خاص صفت جو آپ کے اندر نمایاں طور پر پائی جاتی۔ وہ بے حد شرم و حیاء تھی۔ روایات میں آتا ہے۔ ایک دفعہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حضرت عائشہؓ کے مکان میں لیٹے ہوئے تھے۔ اور آپ کی پنڈلیاں ننگی تھیں۔ کہ اسی حالت میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ اور اندر آنے کی اجازت چاہی۔ آپ اسی طرح لیٹے رہے۔ اور اندر آنے کی اجازت دے دی وہ آئے اور اپنا کام کر کے چلے گئے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ آئے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اسی طرح بے تکلف لیٹے رہے۔ اور وہ بھی اپنی بات کر کے چلے گئے۔ بعد ازاں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے آنے کی اجازت چاہی۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اٹھ کر بیٹھ گئے۔ پنڈلیوں پر کپڑا ڈال لیا۔ اور پھر انہیں اندر آنے کی اجازت دی۔ جب حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ بات کہہ کر واپس چلے گئے۔ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا یا رسول اللہ یہ کیا بات ہے۔ کہ جب حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ آئے۔ تو آپ اسی حالت میں لیٹے رہے۔ لیکن جب عثمانؓ آئے۔ تو آپ اٹھ کر بیٹھ گئے۔ اور کپڑا درست کر لیا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ عثمان میں حیا کا مادہ بہت زیادہ ہے۔ مجھے ڈر تھا۔ کہ اگر اسی حالت میں میں نے انہیں اندر آنے کی اجازت دی۔ تو وہ فرطِ حیا سے اپنا مافی الضمیر ظاہر نہ کر سکیں گے۔ ایک اور موقعہ پر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ جس طرح عثمان خدا اور اس کے رسول سے حیا کرتے ہیں۔ اسی طرح فرشتے ان سے حیاء کرتے ہیں۔ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ کے پاس ایک دفعہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ کے حیاء کا ذکر ہوا۔ تو انہوں نے فرمایا۔ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہٗ نہانا چاہتے تھے۔ تو دروازہ بند کر کے بھی کپڑے اتارنے میں اس قدر شرماتے۔ کہ پشت سیدھی نہ کر سکتے تھے۔

عزت و وجاہت

آپ نہ صرف مسلمانوں میں عزت و تکریم کی نگاہ سے دیکھے جاتے۔ بلکہ کفار مکہ کی نظر میں بھی ممتاز حیثیت رکھتے تھے۔ چنانچہ اس کا کسی قدر پتہ اس واقعہ سے لگتا ہے۔ کہ جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ایک رویا کی بناء پر مکہ کی طرف چل پڑے۔ اور اہل مکہ نے آپ اور آپ کے صحابہ کو عمرہ کی اجازت نہ دی۔ تو اس وقت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ تجویز فرمائی۔ کہ کسی خاص شخص کو ابوسفیان۔ شرفاء قریش اور دیگر اہل مکہ کے پاس اس امر پر گفتگو کرنے کے لئے بھیجا جائے۔ ممکن ہے وہ مان جائیں۔ اس کے لئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ کا انتخاب کیا مگر حضرت عمر رضی اللہ عنہٗ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ میں جانے کو تیار ہوں۔ لیکن اگر مکہ میں کوئی شخص گفتگو کرتا ہوا امن میں رہ سکتا ہے۔ تو وہ عثمانؓ ہیں۔ کیونکہ وہ ان کی نظر میں خاص عزت رکھتے ہیں۔ اگر کوئی دوسرا گیا۔ تو کامیابی کی اتنی امید نہیں جتنی ان کے جانے پر ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت عمرؓ کی اس بات کو پسند فرمایا۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ کو ہی اس مقصد کے لئے روانہ کیا۔ جب حضرت عثمانؓ قریش سے ملے۔ تو انہوں نے کہا۔ اگر آپ اکیلے طواف کرنا چاہتے ہیں۔ تو بے شک کر لیں۔ مگر دوسروں کو اجازت نہیں دی جا سکتی۔ حضرت عثمانؓ نے کہا۔ یہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ کہ میں بغیر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور آپ کے صحابہؓ کے خود طواف کر لوں۔ ابھی یہ باتیں ہو رہی تھیں۔ کہ اسلامی لشکر میں افواہاً یہ خبر پھیل گئی۔ کہ قریش نے حضرت عثمانؓ کو شہید کر دیا ہے۔ اس پر تمام صحابہ میں ایک جوش کی لہر دوڑ گئی۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک درخت کے نیچے سب سے اس بات پر بیعت لی۔ کہ ہم اپنی جان دے دیں گے۔ لیکن پیچھے نہیں ہٹیں گے اس بیعت کو بیعت رضوان کہا جاتا ہے۔ اور چونکہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ اس میں شامل نہیں تھے۔ اس لئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے ایک ہاتھ کو حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ کا ہاتھ فرض کر کے دوسرے ہاتھ پر رکھا۔ اور ان کی طرف سے بھی بیعت لی۔ بعد ازاں خبر پہنچی۔ کہ حضرت عثمانؓ زندہ ہیں۔ آخر قریش سے وہاں صلح ہو گئی۔ جو صلح حدیبیہ کے نام سے مشہور ہے۔

اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ کفار کی نگاہ میں بھی خاص عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔

جود وسخا

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نہایت فیاض اور دولتمند تھے۔ مگر کبھی اپنے مالدار ہونے پر فخر نہ کرتے۔ کئی موقعوں پر آپ نے اسلام کی بہت بڑی مالی خدمات کیں۔ چنانچہ جنگ تبوک کے موقع پر آپ نے ساڑھے چھ سو اونٹ اور پچاس گھوڑے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کئے۔ جب مسلمان مدینہ میں آئے۔ تو وہاں پانی کی سخت دقت تھی۔ صرف ایک کنواں ایک یہودی کی ملکیت تھا اور وہ نہایت گراں قیمت پر پانی فروخت کرتا تھا۔ اس وجہ سے مسلمانوں کو بے حد تکلیف تھی۔ آپ نے ۳۵ ہزار درہم میں وہ کنواں اس سے خرید کر وقف کر دیا۔ اسی طرح مسجد نبوی صلعم کے قرب میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات کے لئے حجرے تعمیر کرنے کے لئے جو زمین خریدی گئی۔ اس کی قیمت بھی آپ نے اپنی جیب سے ادا کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اہل بیت کو بارہا فاقہ ہوتا تو اکثر ایسے مواقع پر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی ضروری سامان بھجواتے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بارہا ان کے لئے یہ دعا فرمائی۔ **اللھم انی قد رضیت عن عثمان فارض عنہ**۔ اے خدا میں عثمان سے راضی ہوں۔ تو بھی اس سے راضی ہو جا۔ یہ بھی روایت ہے۔ کہ مسلمان ہونے کے بعد آپ ہر ہفتے ایک غلام خرید کر آزاد کرتے تھے۔ اور اگر کبھی کسی جمعہ کو آزاد نہ کر سکتے تو اگلے جمعہ کو دو غلام آزاد کر دیتے ایک سال خلافت صدیقی میں قحط پڑا لوگوں کو سخت تکلیف تھی۔ ایک روز خبر مشہور ہوئی کہ حضرت عثمان رضہ کے ایک ہزار اونٹ غلہ سے لدے ہوئے آئے ہیں۔ مدینہ کے تاجر فوراً حضرت عثمان رضہ کے پاس پہنچے اور کہا کہ ہم کو ڈیوڑھے نفع پر یہ غلہ دیدیں مگر حضرت عثمان رضہ نے کہا۔ تم سب گواہ رہو میں اپنا تمام غلہ فقراء و مساکین مدینہ کو دیتا ہوں۔ چنانچہ وہ تمام غلہ محتاجوں میں تقسیم کر دیا گیا

سادہ لباس اور سادہ غذا

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ باوجود دولت و ثروت کے سادہ لباس پسند فرماتے۔ اور پرانے پیوند لگے کپڑے زیب تن کرتے۔ البتہ کبھی کبھی اللہ تعالیٰ کی نعمت کے اظہار کے لئے قیمتی پوشاک بھی پہن لیا کرتے مگر بالعموم آپ کو سادگی بہت مرغوب تھی۔ اسی طرح غذا میں بھی سادگی پسند تھی۔ البتہ مہمانوں کو نہایت اعلیٰ کھانا کھلاتے۔

غزوات میں شمولیت

آپ بہت سی لڑائیوں میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمرکاب رہے۔ البتہ جنگ بدر میں آپ اس وجہ سے شریک نہ ہو سکے۔ کہ آپ کی بیوی حضرت رقیہ بنت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سخت بیمار تھیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے ہی آپ مدینہ میں ان کی تیمارداری میں مصروف رہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ابھی جنگ بدر سے واپس تشریف نہیں لائے تھے۔ کہ حضرت رقیہ کا انتقال ہو گیا۔ چونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کے ماتحت آپ جنگ بدر میں شامل نہیں ہوئے تھے اس لئے جنگ بدر کے مال غنیمت میں سے آپ کو بھی اسی قدر حصہ ملا۔ جس قدر باقی شرکاء جنگ کو ملا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ عثمان رضہ کو اصحاب بدر میں شامل سمجھنا چاہیئے۔ چنانچہ اصحاب بدر میں ہی ان کا شمار کیا جاتا ہے۔

مناسک حج سے واقفیت

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مناسک حج سب سے بہتر جانتے تھے۔ چنانچہ محمد بن سیرین رضہ روایت کرتے ہیں۔ کہ حج کے وقت جو باتیں کی جاتی ہیں۔ جس قدر ان کا حال حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو معلوم تھا اور کسی کو معلوم نہ تھا۔

صوم وصلوٰۃ کا اہتمام

حضرت عثمان رضہ کثرت عبادت کے لحاظ سے بھی صحابہ کرام میں بہت شہرت رکھتے تھے۔ رات کا اکثر حصہ نماز میں پڑھتے کثرت سے روزے رکھتے۔ اور قرآن شریف کی بکثرت تلاوت کرتے تھے۔

انکسار

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ میں ایک اور وصف یہ تھا۔ کہ آپ کبھی اپنے آپ کو دوسروں سے برتر نہ سمجھتے۔ عہد خلافت میں بھی سب کے ساتھ بیٹھتے اور سب کی عزت و تکریم کرتے۔ ایک دفعہ آپ نے اپنے غلام سے کہا۔ میں نے تیرے اوپر زیادتی کی تھی تو مجھ سے اس کا بدلہ لے لے۔ غلام نے آپ کے کہنے سے آپ کے کان پکڑ لے۔ آپ نے کہا۔ خوب زور سے پکڑو کیونکہ دنیا کا قصاص آخرت کے قصاص سے بہرحال آسان ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے انہی فضائل کی وجہ سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو ان چھ آدمیوں میں سے ایک قرار دیا ہے۔ جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے وقت تک آپ کی اعلیٰ درجہ کی خوشنودی حاصل کئے رہے۔ اور انہی مناقب کی بنا پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے تھے۔ کہ ہر آدمی کا ایک جلیس ہوتا ہے اور میرا جلیس بہشت میں عثمان رضہ ہوگا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جمعدار نواب الدین صاحب مرحوم

میرے والد جمعدار نواب الدین صاحب مرحوم و مغفور ولد صوبیدار میجر بگے خان صاحب موضع جگت پورہ ضلع امرتسر کے باشندے اور کھوکھر راجپوت قوم سے تھے۔ آپ کو ابتدا ہی سے دین سے انس اور محبت تھی۔ جوانی کی عمر میں ہی آپ صوم وصلوٰۃ کے پابند تھے۔ آپ کی ۲۱ سال کی عمر تھی۔ جبکہ آپ نے ۱۸۹۶ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کی۔ اور یہ وہ زمانہ تھا۔ جبکہ احمدیت کی سخت مخالفت ہو رہی تھی۔ لیکن آپ نے حق کے قبول کرنے میں کسی کی پرواہ نہ کی۔ اس عمر میں آپ نے فوج کی ملازمت اختیار کی۔ دفتر میں لگائے گئے اپنا کام نہایت دیانتداری سے کرتے رہے۔ اور ۲۸ سال کی سروس کے بعد جمعداری کے عہدہ سے ریٹائر ہوئے۔

زمانہ ملازمت میں احمدیت کی وجہ سے اکثر فوج کے ہندوستانی افسر درپئے آزار رہتے تھے۔ لیکن آپ اپنے فرائض منصبی میں کسی قسم کی کوتاہی نہ کرتے تھے۔ اس لئے ان کی مخالفت کا کوئی اثر نہ ہوا۔ افسران بالا کام سے ہمیشہ خوش رہے۔ آپ کو قادیان کی رہائش کی ازحد تڑپ تھی۔ جب آپ ۱۹۲۳ء میں ریٹائر ہوئے۔ تو قادیان میں ہی سکونت اختیار کر لی اور یہاں ہی رہائش کے لئے مکان تعمیر کیا۔ ۱۹۲۳ء میں مہم ملکانہ شروع تھی۔ آپ کو آگرہ میں انسداد ارتداد کے کام کے متعلق لگایا گیا۔ آپ نے اس کام کو نہایت عمدگی سے سرانجام دیا۔ پھر صدر انجمن کے مختلف دفاتر میں کام کرتے رہے۔ آپ تلاوت قرآن کریم بلاناغہ بعد نماز ظہر کیا کرتے تھے۔ قادیان آ کر باقاعدہ قرآن کریم کا ترجمہ پڑھنا شروع کیا۔ آپ تہجد گذار بھی تھے۔ دفتر کے کام سے فارغ ہو کر گھر کا کام بھی کرتے۔ آپ گھر اور باہر سب سے خندہ پیشانی سے ملتے۔ ہر ایک کے ساتھ بے تکلفی سے بات چیت کرتے۔ صاف گو تھے۔ دل میں کسی کے متعلق کدورت نہ رکھتے تھے۔ ہر ایک تکلیف کو جھیلنے کے لئے سینہ سپر رہا کرتے تھے۔ اور اگر ان کو معلوم ہو جاتا کہ انکی بات سے کسی نے برا منایا۔ تو فوراً معذرت کر کے یا معافی مانگ کر خوش کر لیتے۔ ۲۳ جولائی ۱۹۳۳ء کی صبح کو جس دن کہ آپ فوت ہوئے۔ تہجد کی نماز پڑھ کر فجر کی نماز مسجد نور میں ادا کی۔ واپس آ کر قرآن کریم کی تلاوت کی۔ اور پھر تھوڑی دیر لیٹ گئے اس وقت آپ نے رویا دیکھا۔ کہ آپ سفر کر رہے ہیں۔ جہاں بڑے بڑے باغات پھل پھلوں سے لدے ہوئے ہیں۔ اور اعلیٰ مکانات ہیں۔ آپ چلتے چلتے ایک عالی شان مکان میں پہنچے

عقیدۂ تناسخ کے نقائص

یہ فقرہ ہم مدت دراز سے سنتے آئے تھے۔ کہ "جہاں یورپین فلسفہ ختم ہوتا ہے۔ وہاں سے ہندو فلسفہ شروع ہوتا ہے" لیکن جب ہندوؤں کی مذہبی کتب کا مطالعہ کیا۔ اور ان کے فلسفہ کے شاستر دیکھے۔ تو اس مثل کی صداقت کی جانچ پڑتال کا خوب موقعہ ملا۔ اس مختصر مضمون میں ہم فلسفے کی لمبی چوڑی بحثوں میں اور اس کے مختلف مسائل میں پڑنا نہیں چاہتے۔ صرف ایک مسئلہ تناسخ کی پڑتال کریں گے۔ کہ آیا وہ سائنس اور عقلی تجارب اور مشاہدات کی رو سے صحیح ٹھہرتا ہے۔ یا محض ایک ڈھکوسلہ اور مسخ شدہ دماغ کی اختراع ہے۔

تناسخ کے مسئلہ کے قائل نہ یہود ہیں۔ نہ عیسائی نہ مسلمان اور ابتدائی صدیوں میں بدھ بھی اس کے قائل نہ تھے۔ سکھوں کے گرو باوا نانک صاحب بھی اس کے قائل نہ تھے۔ ہندوؤں کے مایۂ ناز پیغمبر یا اوتار سری کرشن بھی اس کے قائل نہ تھے۔ گیتا موجود ہے۔ اس میں بروز کا مسئلہ تو پایا جاتا ہے۔ مگر تناسخ کا نشان کہیں نہیں ملتا۔

قائلین تناسخ کا بودا خیال

الغرض ہندوستان کے اندر بجز ہندو قوم کے اور کوئی قوم تناسخ کی قائل نہیں۔ سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ سائنس۔ ڈاکٹری اور طب کی روشنی سے اس قوم نے کیوں فائدہ نہیں اٹھایا۔ کوئی ڈاکٹر طبیب اس بات کا قائل نہیں۔ کہ روح انسانی باہر سے آکر داخل ہوتی ہے۔ بلکہ سب اسی بات کی تلقین کرتے ہیں۔ جسے نہایت مشرح طور پر قرآن شریف نے بیان کیا ہے۔ یعنی نطفہ یا بیرج مرکب ہے۔ جسم اور روح سے۔ قطرۂ آب جسم ہے۔ اور اس کے اندر جو قوت نمو پنہاں ہے۔ وہ روح ہے۔ دونوں چیزیں اپنی ابتدائی حالت میں موجود ہیں۔ جب نطفہ رحم میں جاگزیں ہوتا ہے۔ تو ترقی کرنا شروع کرتا ہے۔ اور جوں جوں جسم بڑھتا ہے قوت نمو بھی ساتھ ساتھ بڑھتی جاتی ہے۔ قرآن شریف نے اس فلسفے کو اس آیت میں بیان کیا ہے۔ انا خلقنا الانسان من نطفۃ امشاج نبتلیہ فجعلناہ سمیعاً بصیرا یعنے ہم نے انسان کو مرکب نطفہ سے پیدا کیا۔ پھر اس کو آزمائشوں میں ڈالتے گئے۔ اور آخر کار تدریجی نشوونما پاتا ہوا وہ سمیع اور بصیر ہو گیا یعنی کامل انسان بن گیا۔ قوتِ سامعت اور قوتِ بصارت جو حصول علم کے دو بھاری ذرائع ہیں۔ اس میں آگئیں۔ اور وہ مزید ترقی کرنے کے قابل ہو گیا۔

ہندو یہ بات اس لئے نہیں سمجھ سکتے۔ کہ وہ اپنے بزرگوں سے یہی سنتے آئے ہیں۔ کہ روح انسانی آواگون کا چکر پورا کرنے کے لئے لاکھوں بار جسموں میں پڑتی ہے۔ تاکہ اپنے کرموں کی سزا جزا بھوگے۔ کاش وہ غور اور تدبر سے کام لیتے

تناسخ کے ماننے کے نقائص

تناسخ کے ماننے سے جو نقائص لازم آتے ہیں۔ ان میں سے چند ایک یہ ہیں (۱) اس عقیدہ کو صحیح مان کر سچے فلسفہ پیدائش کا انکار لازم آتا ہے جسے اوپر بیان کیا گیا ہے۔ اور جس کی تصدیق طب اور سائنس دونوں کرتے ہیں۔ اور وہ عقل انسانی کے بھی عین مطابق ہے

(۲) اس مسئلہ کو مان کر خدا تعالےٰ کو ماننے کی چنداں ضرورت نہیں رہتی۔ کیونکہ اول تو روحوں کی پیدائش بقول آریوں کے خدا کے ہاتھ سے نہیں ہوتی۔ پھر اس دنیا میں اگر جو کچھ انسان کو ملتا ہے۔ (مثلاً عقل۔ دل۔ دماغ۔ قسمت وغیرہ) وہ اس کے سابق جنم کے کرموں کا پھل ہوتا ہے۔ جب انسان اپنی قسمت آپ بناتا ہے۔ تو خدا کا اس پر کونسا احسان ہوا۔ اس طرح تناسخ کا عقیدہ انسان کو دہریت کی طرف لے جاتا ہے۔

(۳) تناسخ کے مسئلہ کو صحیح مان کر نسب کی صحت اور رحموں کے پاس کا قطعی امان اٹھ جاتا ہے۔ کیونکہ یہ مسئلہ باہمی محبت اور الفت کو قطع کرنے والا ہے۔ قائلین تناسخ کے عقیدہ کے مطابق ایک آدمی کا تعلق اپنے بھائی بہنوں کے ساتھ محض جسمانی ہوتا ہے۔ روحانی تعلق قطعاً نہیں ہوتا۔ کیونکہ ان کے عقیدہ کے مطابق روحیں نطفے سے پیدا نہیں ہوتیں۔ بلکہ باہر سے آتی ہیں اس صورت میں ہو سکتا ہے۔ کہ کسی کے ایک بھائی میں چمار کی روح ہو۔ اور دوسرے میں کمہار کی۔ اور خود اپنے تئیں وہ برہمن جانتا ہو۔ یہ خیالی بات ہی نہیں۔ ایک گریجویٹ ہندو دوست نے مجھسے بیان کیا۔ کہ کرشن جی نے جب ارجن کو اپنے بھائیوں اور قریبی رشتہ داروں سے نہ لڑنے پر رجز و توبیخ کی۔ تو ارجن نے کہا۔ کہ یہ میرے بھائی بند اور اقربا ہیں۔ ان سے لڑوں گا۔ تو اپنے ہی عزیزوں کو ماروں گا کرشن جی نے کہا تمہیں کیا معلوم ہے۔ کہ وہ تمہارے حقیقی رشتہ دار اور بھائی بند ہیں۔ یا تمہارے اغیار۔ یہ انہوں نے تناسخ کے رو سے ہی کہا۔ کیونکہ عین ممکن ہے۔ کہ دریودھن اور اس کے بھائیوں میں شیاطین کی روحیں حلول کر گئی ہوں۔ اس صورت میں وہ ارجن کے بھائی بند نہیں ہو سکتے۔ اس لئے ارجن کا فرض تھا۔ کہ وہ اپنے (ظاہری) بھائیوں کو موت کے گھاٹ اتارتا۔

(نعمت اللہ خان گوہر بی۔ اے)

پبلک سروس کمیشن کا امتحان

پبلک سروس کمیشن کی طرف سے ۲۷ ستمبر کو مقابلے کا ایک امتحان منعقد ہوگا جسمیں گورنمنٹ آف انڈیا سکرٹریٹ اور اسکے ملحقہ دفاتر کے لئے ٹائپسٹوں اور روٹین گریڈ کے کلرکوں کا انتخاب کیا جائیگا۔ اور منتخب شدہ امیدواروں سے وہ اسامیاں پر کی جائیں گی۔ جو یکم اپریل ۱۹۳۴ء سے لیکر ۳۱ مارچ ۱۹۳۵ء تک خالی ہوں گی۔ اسامیوں کی صحیح تعداد کے متعلق کچھ کہا نہیں جاسکتا۔ بہرحال کم از کم پانچ اسامیاں تو بذریعہ مقابلہ پر کی جائینگی۔ ایک پر ایک مسلمان اور نو اسامیوں پر لیڈیوں کا تقرر عمل میں آئیگا۔ ممکن ہے۔ کہ بعض اور اسامیاں بھی خالی ہو جائیں کامیاب امیدواروں کو حاصل شدہ نمبروں کے اعتبار سے ملازمت ملیگی اور جو اسامیاں جس خاص قوم کے لئے محفوظ ہوں گی۔ اس قوم کے امیدواروں کو بہ اعتبار قابلیت مقرر کیا جائے گا۔

امتحان میں شریک ہونے کے لئے تمام درخواستیں ضروری دستاویزات کے ہمراہ ۱۵ ستمبر تک پبلک سروس کمیشن کے دفتر میں پہنچ جانی چاہئیں درخواست کے فارم سکرٹری پبلک سروس کمیشن کینڈی ہاؤس شملہ سے طلب کئے جاسکتے ہیں۔

مبلغ پندرہ روپیہ بطور فیس داخلہ فارم کے ہمراہ آنے چاہئیں۔ اور یہ فیس کسی عذر پر بھی واپس نہیں کی جائیگی۔ امتحان مندرجہ ذیل مقامات پر منعقد ہوگا۔ الہ آباد۔ بمبئی۔ کلکتہ۔ دہلی۔ لاہور۔ مدراس اور شملہ

پبلک سروس کمیشن کو یہ حق حاصل ہے۔ کہ وہ کسی خاص مضمون یا تمام مضامین میں پاس ہونے کے لئے نمبروں کی کسی تعداد کو مقرر کردیں امیدواروں کی عمر یکم دسمبر ۱۹۳۲ء کو ۱۷ سال سے کم اور ۲۴ سال سے زیادہ نہیں ہونی چاہیئے۔ اور کوئی امیدوار ۱۹۳۰ء کے بعد کمیشن کے دو امتحانات میں شریک ہوکر ناکام نہ رہ چکا ہو

امیدوار کسی مسلمہ یونیورسٹی میسور یا عثمانیہ یونیورسٹی کا میٹرک پاس کیا ہو۔ یا کیمبرج کا جونیئر امتحان یا کوئی ایسا امتحان پاس ہو جسے میٹرک کا مساوی تصور کیا جاسکے۔

امیدواروں کو چالیس الفاظ فی منٹ کی رفتار سے ٹائپ کرنا پڑے گا۔ اور انہیں اپنے چال چلن کی عمدگی کے متعلق بہر نوع پبلک سروس کمیشن کا اطمینان کرنا پڑے گا۔ سرکاری ملازمین بھی امتحان میں شریک ہو سکتے ہیں۔ بشرطیکہ وہ کمیشن کی عائد کردہ مذکورہ بالا شرائط کو پورا کر سکیں۔ کسی امیدوار کو تعلیم اور عمر کے بارے میں کوئی رعایت نہ ملے گی۔ سرکاری ملازمین کی درخواستیں اپنے محکمہ جات کے افسران اعلیٰ کی معرفت آنی چاہئیں مضامین امتحان وقت اور ہر مضمون کیلئے نمبروں کی تعداد وغیرہ کی تفصیل درج ذیل ہے

مضمون	وقت	نمبر
ریاضی	ایک گھنٹہ	۱۰۰
خوشخطی	۲۰ منٹ	۱۰۰
جنرل نالج	ایک گھنٹہ	۵۰
انگریزی مضمون نویسی	۲ گھنٹے	۲۰۰

انگریزی مضمون نویسی مندرجہ ذیل امور پر مشتمل ہوگی۔

(۱) ڈرافٹنگ (۲) اختصار نویسی (۳) غلط زبان کی اصلاح (۴) پروف کی درستی۔ جو سرکاری ملازم تخفیف میں آگیا ہو اور یکم نومبر ۱۹۳۲ء کو اس کی عمر ۲۴ سال سے زائد ہو۔ اسے امتحان میں شرکت کی اجازت ہوگی۔ بشرطیکہ یکم نومبر ۱۹۳۲ء کو اسکی عمر ۳۰ سال سے متجاوز نہ ہو۔ اور سرکاری ملازمت شروع کرتے وقت اسکی عمر بہر صورت ۲۵ سال سے کم ہو۔ اور ایسے امیدوار اشاعت سیلیکشن بورڈ یا پبلک سروس کمیشن کے امتحانات میں ایک سے زائد مرتبہ شریک ہوئے ہوں۔ اور ان امر کی تصدیق کے لئے ایسے امیدواروں کی درخواستیں [illegible] کی معرفت آنی چاہئیں۔

لاہور میں ایک تبلیغی مجلس

گذشتہ ایام میں جماعت احمدیہ حلقہ بھاٹی دروازہ لاہور نے ایک تبلیغی مجلس منعقد کی تھی۔ جس میں جناب مولوی غلام رسول صاحب نے تقریر کی۔ اور غیر احمدی اصحاب کو اعتراضات کرنے کا موقع دیا گیا۔ اور جب ان کو تسلی بخش جواب دئے گئے تو حاضرین پر بہت اچھا اثر ہؤا۔ اس لئے دوبارہ اسی قسم کی مجلس کا انعقاد ضروری معلوم ہؤا۔

۲ ستمبر ۱۹۳۳ء بعد نماز مغرب ایک پرائیویٹ تبلیغی مجلس کا انتظام کیا گیا۔ اور گرد و نواح کے غیر احمدی اصحاب کو دعوتی رقعے ارسال کئے گئے۔ اس مجلس میں مولوی ظہور حسین صاحب مولوی فاضل نے بصدارت جناب سید دلاور شاہ صاحب بخاری "عقائد احمدیت" پر عالمانہ تقریر کی یہ مجلس بابو اسمٰعیل صاحب احمدی ریٹائرڈ ہیڈ کلرک محکمہ پوسٹ آفس کے مکان میں منعقد ہوئی تھی۔ حاضری خدا کے فضل سے پہلی مجلس سے بہت بڑھ کر تھی۔ مولوی صاحب موصوف نے نہایت عمدگی کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب سے احمدیہ عقائد پیش کئے۔ بعد ازاں مسئلہ وفات مسیح اور خاتم النبیین بیان کئے۔ اور بتایا۔ کہ حیات مسیح کا ایسا عقیدہ ہے۔ جس کی وجہ سے ہزارہا مسلمان عیسائیت کی نذر ہو چکے ہیں۔ نیز اس بے بنیاد مسئلہ سے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان پر ناقابل برداشت زد پڑتی ہے۔ اسی طرح خاتم النبیین کے متعلق بتایا۔ کہ غیر احمدی اس کا جو مفہوم لیتے ہیں۔ اس سے نہ صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی عزت ظاہر نہیں ہوتی۔ بلکہ اس سے آپ کی ہتک ہوتی ہے۔ مگر ہم جو اس کا مفہوم لیتے ہیں۔ اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فضیلت۔ اور برتری ثابت ہوتی ہے تقریر کے بعد دو غیر احمدی اصحاب نے اعتراضات کئے جن کے تسلی بخش جواب دئے گئے۔ (خاکسار۔ سلامت علی از لاہور)

قرآن کریم کا انگریزی ترجمہ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مجلس مشاورت ۱۹۳۳ء کے موقع پر بعد مشورہ نمائندگان فیصلہ فرمایا تھا۔ کہ قرآن کریم کا انگریزی ترجمہ مختصر نوٹوں کے ساتھ جس قدر جلد ممکن ہو شائع کر دیا جائے۔ دوست اپنی اپنی جگہ کوشش کر کے دو ہزار خریدار پیشگی قیمت ادا کرنے والے مہیا کریں۔ اس لئے گزارش ہے کہ احباب کوشش کے ساتھ خریدار بہم پہنچائیں۔ اور پیشگی قیمت ساڑھے سات روپیہ فی نسخہ کے حساب سے دفتر محاسب صاحب صدر انجمن احمدیہ کے پتہ پر ارسال کر دیں۔ یہ کام نہایت توجہ اور تندہی سے ہونا چاہیئے۔ تاکہ طباعت کا کام [illegible] (ناظر تالیف و تصنیف قادیان)

کوائف راولپنڈی

چوہدری اعظم علی صاحب سب جج کا تبادلہ

جناب چوہدری اعظم علی صاحب سب جج راولپنڈی سے تبدیل ہو کر ملتان تشریف لے گئے ہیں۔ آپ سلسلہ کے نہایت مخلص فرد ہیں۔ جماعت احمدیہ راولپنڈی نے آپ کے اعزاز میں ایک جلسہ منعقد کیا۔ جس میں آپ کی شاندار خدمات کا اعتراف کیا۔ ۲ ستمبر کو آپ فرنٹیر میل پر روانہ ہو گئے۔ آپ کو الوداع کرنے کے لئے شہر کے معزز ہندو اور سکھ وکلاء اور شرفاء اسٹیشن پر موجود تھے۔ اللہ تعالیٰ چوہدری صاحب کو یہ تبادلہ مبارک کرے۔

تبلیغی جلسہ

۳ ستمبر شام کے چھ بجے جماعت احمدیہ راولپنڈی نے کمپنی باغ میں ایک جلسہ منعقد کیا۔ جس میں مولوی عبد الغفور صاحب مولوی فاضل نے صداقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایک گھنٹہ مدلل تقریر کی۔ حاضرین پر اچھا اثر تھا۔

(خاکسار:۔ عبد الحمید نامہ نگار)

لدھیانہ میں تبلیغ احمدیت

لدھیانہ ۴ ستمبر۔ شیخ مبارک احمد صاحب ماچھیواڑہ۔ جگت۔ لوہٹ کے دورہ سے واپس آ گئے ہیں۔ مسجد احمدیہ واقع نہال اینڈ سنز متصل کمیٹی باغ لدھیانہ میں روزانہ بعد از نماز فجر یا بعض اوقات مولوی برکت علی صاحب لائق درس قرآن مجید دیتے ہیں۔

کل محلہ ویکفیلڈ گنج کے ایک غیر احمدی کے متعلق جو زیر تبلیغ ہے۔ یہ معلوم ہؤا۔ کہ غیر احمدیوں نے اسے بہکانا چاہا اور ایک مولوی نے طرح طرح کے وساوس اس کے دل میں ڈالے اس نے چند سوالات غیر احمدی مولوی سے کئے اور اسے احمدی مبلغ سے تبادلہ خیالات کرنے پر آمادہ کیا۔ لیکن جب ہم وقت مقررہ پر گئے تو وہ مقابل میں نہ آیا۔

محلہ جدید میں جہاں مولویوں کا اڈا ہے۔ اور مفتی نعیم صاحب قریب ہی رہتے ہیں۔ وہاں میرے ایک دوست کی دعوت پر ہم ان کے مکان پر گئے۔ اور صداقت مسیح موعود اور ختم نبوت پر گفتگو کی گئی۔ اور آج رات انصار اللہ کا جلسہ ہؤا جس میں کافی لوگ شریک ہوئے۔ بعض نوجوانوں نے وفات مسیح [illegible] اور [illegible] (نامہ نگار)

ضروری اعلان

سکرٹری صاحبان وصایا جماعت احمدیہ یا وہ احباب جن کی خدمت میں تصدیقی فارم ۱ و ۲ بھیجے جاتے ہیں۔ مہربانی کر کے ان کی تکمیل کراتے وقت حسب ذیل امور کو مدنظر فرما لیا کریں۔

۱۔ تصدیق سے قبل فارم کو بغور مطالعہ کیا جائے۔
۲۔ مصدق حتی الوسع سلسلہ کے مخلص خواندہ اصحاب ہوں
۳۔ مصدق موصی کے رشتہ دار نہ ہوں۔
۴۔ مصدق کے دستخط کے ساتھ اس کا پورا پتہ یعنی ولدیت۔ قومیت۔ پیشہ۔ سکونت وغیرہ صاف تحریر ہونا چاہیئے
۵۔ جہاں جماعت باقاعدہ ہے۔ وہاں فارم ۱ پر سکرٹری مال کی تصدیق ہونی چاہیئے۔ (سکرٹری مجلس مقبرہ بہشتی قادیان)

چندہ کشمیر اور بااثر احمدی احباب

اگست ۱۹۳۳ء کے آخری عشرہ میں میاں احمد الدین صاحب زرگر نے بٹالہ سے پٹھانکوٹ تک کا دورہ کیا۔ اور مندرجہ ذیل مقامات سے چندہ وصول کر کے لائے۔ جن احمدی احباب نے ان کی امداد کی۔ ان کا اور معطی صاحبان کا شکریہ ادا کیا جاتا ہے

بٹالہ ۲۷/۱ روپیہ دھاریوال ۴/۱ گورداس ننگل ۳/۱ گورداسپور ۹/ پٹھانکوٹ ۹/ دولت پور ۱۴/ ننگل رڑا ۳/۱ روپیہ

احمدی جماعتوں کے عہدہ داروں۔ ذی اثر اور بارسوخ احباب سے التماس ہے۔ کہ وہ ان احباب کی جو چندہ کشمیر وصول کرنے کے لئے جائیں۔ اور جن کے پاس فنانشل سکرٹری کشمیر ریلیف فنڈ قادیان کا سرٹیفکیٹ حاصل ہو۔ ان کی مسلمانوں سے چندہ کشمیر وصول کرانے میں خاص طور پر مدد فرمائیں۔ خاکسار۔ برکت علی خاں فنانشل سکرٹری کشمیر ریلیف فنڈ قادیان)

اب ضرورت نہیں

اخبار الفضل نمبر ۲۹ میں حکیم یا ڈاکٹر کے لئے عمدہ موقع کے عنوان سے خانیوال منڈی میں جو دکان کھلوانے کے اعلان کیا گیا تھا۔ وہاں حکیم عبد العزیز صاحب فیروزپوری دکان کھولنے کی غرض سے جا رہے ہیں۔ لہذا اب کسی اور صاحب کے وہاں جانے یا خط و کتابت کرنے کی ضرورت نہیں۔ (ناظر امور عامہ۔ قادیان)

پھلوں کو محفوظ رکھنے کی تعلیم

(از محکمہ اطلاعات پنجاب)

عام لوگوں کے لئے بالخصوص باغبانوں کے لئے محکمہ زراعت پنجاب اگریکلچرل کالج لائل پور میں پھلوں کی کاشت اور ان کو محفوظ رکھنے کے متعلق مختصر نصاب کا انتظام کر رکھا ہے۔ پھلوں کو محفوظ رکھنے کے متعلق دو ہفتوں کا نصاب جس میں تمام موسمی پھلوں مثلاً آڑو۔ آلوچہ۔ فالسہ۔ آم۔ انگور۔ وغیرہ کو بوتلوں اور ٹینوں میں بند کرنا اور ان سے چٹنی اچار۔ مربہ۔ شربت۔ سرکہ وغیرہ تیار کرنا سکھایا جاتا ہے ۳ر جولائی سے ۱۵ر جولائی ۱۹۳۳ء تک جاری رہا۔ اس نصاب میں ابتداءً صرف ۱۵ طالب علموں کو داخل کرنے کا ارادہ تھا۔ لیکن اس سال درخواستوں کی تعداد ۲۰۷ تک پہنچ گئی۔ چونکہ ان ایام میں طلبہ کالج کو تعطیلیں تھیں۔ اور تجربہ گاہیں خالی پڑی تھیں۔ نیز کالج کا عملہ بھی امداد کو موجود تھا اس لئے درخواستوں کی زیادتی کو پیش نظر رکھتے ہوئے ۱۵ کی بجائے ۷۰ طالب علم داخل کر لئے گئے۔ ان میں سے تقریباً نصف گریجوایٹ تھے اور بعض۔ پی۔ ایچ۔ ڈی۔ ایم۔ اے اور ایم۔ ایس۔ سی بھی تھے۔ ان میں سات خواتین۔ کئی تجارت پیشہ اشخاص۔ اور بعض سرکاری ملازم بھی جو عنقریب پنشن پر جانے والے تھے شامل تھے۔ پھلوں کو محفوظ رکھنے کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے اتنی درخواستوں کا موصول ہونا صاف ظاہر کرتا ہے۔ کہ پنجاب میں اس فن کے متعلق کافی دلچسپی پیدا ہو گئی ہے۔

اسی سلسلہ میں ماہ فروری ۱۹۳۴ء میں دس دن کے لئے پھلوں کو محفوظ رکھنے اور دو ہفتہ کے لئے پھول کی کاشت اور پرورش کے نصاب یکے بعد دیگرے زراعتی کالج لائل پور میں جاری کئے جائیں گے۔

طلباء کیلئے ضروری اعلان

تعطیلات کے بعد سکول میں واپس آنے والے طلباء جو کنسیشن ٹکٹ سے فائدہ اٹھانا چاہیں۔ اپنے اپنے نام مع جماعت اور جس سٹیشن سے سوار ہونا ہو۔ جلد سے جلد (دو چار روز کے اندر) خاکسار کے نام بھجوا دیں۔ تاکہ ان کے لئے کنسیشن بنوانے کا انتظام کیا جائے۔ نام پتہ جس پر کنسیشن بھجوائے جانے ہوں۔ صاف اور صحیح لکھا جائے۔ نیز اس کے لئے ضروری ہے کہ کم از کم چار طلباء اکٹھے ایک سٹیشن سے سفر کرنے والے ہوں۔

خاکسار رشید احمد ارشد۔ انچارج ٹی۔ آئی ہائی سکول قادیان

بیرونی ممالک کے نومبائعین ۱۹۳۳ء

نمبر	نام	ملک
۶۰۵	مسز غفور احمد صاحبہ	امریکہ
۶۰۶	مسز حلیمہ محبوب صاحبہ	"
۶۰۷	زاہدہ مبارک صاحبہ	"
۶۰۸	نواب بیگم صاحبہ	"
۶۰۹	مبارک بی بی صاحبہ	"
۶۱۰	کریم الٰہی صاحب	"
۶۱۱	فاطمہ الٰہی صاحبہ	"
۶۱۲	سعیدہ بیگم صاحبہ	"
۶۱۳	رسول بی بی صاحبہ	"
۶۱۴	مسز عزیزہ صاحبہ	"
۶۱۵	زاہدہ بیگم صاحبہ	"
۶۱۶	عائشہ عبداللہ صاحبہ	"
۶۱۷	لطیفہ اسلم صاحبہ	"
۶۱۸	حمیدہ وہاب صاحبہ	"
۶۱۹	مسز حسین علی صاحبہ	"
۶۲۰	سکینہ صالح صاحبہ	"
۶۲۱	طالبہ الٰہی صاحبہ	"
۶۲۲	رحیمہ بیگم صاحبہ	"
۶۲۳	لطیفہ بیگم صاحبہ	"
۶۲۴	مسز حلیمہ عمر صاحبہ	"
۶۲۵	حمیدہ فرحت صاحبہ	"
۶۲۶	صوفیہ فارق صاحبہ	"
۶۲۷	امینہ سبحان صاحبہ	"
۶۲۸	حمیدہ قادر صاحبہ	"
۶۲۹	سپیرو ایڈن لا صاحب	نائیجیریا
۶۳۰	محمد لباری صاحب	"
۶۳۱	سیبو ابی بیئی صاحب	"
۶۳۲	رحمت اللہ زاہ صاحب	"
۶۳۳	ابراہیم اجوسے صاحب	"
۶۳۴	احمد سجاری صاحب	"
۶۳۵	مرابیاٹو ساٹو آٹولورم صاحب	"
۶۳۶	نونی ساٹو ایڈنکا صاحب	"
۶۳۷	امیناٹو ادلا یجو صاحب	"
۶۳۸	اینیاٹو یاوندی صاحب	"
۶۳۹	حسین ایڈی لووا صاحب	"
۶۴۰	عبدالہادی صاحب	"
۶۴۱	محمد شٹو سلامی صاحب	نائیجیریا
۶۴۲	عبدالیاکین سلامی صاحب	"
۶۴۳	منیریاٹو آلک صاحب	"
۶۴۴	ہادی یاٹو زاہ آبک صاحب	"
۶۴۵	رابیاٹو زاہون صاحب	"
۶۴۶	ایڈی ساٹو آبیانی صاحب	"
۶۴۷	رہنیت آڈیو۔ صاحب	"
۶۴۸	اے۔ وائی۔ ڈبیری صاحب	"
۶۴۹	اے۔ بی۔ آئی۔ اوکیڈ صاحب	"
۶۵۰	فاطمہ اوڈوحاجی صاحبہ	"
۶۵۱	علیا بلورن صاحبہ	"
۶۵۲	جیبیاٹو زاہی اجیکے صاحب	"
۶۵۳	ہارون لقانی صاحب	"
۶۵۴	سلیمان اولوٹینکا صاحب	"
۶۵۵	محمد لادل آگنڈیل صاحب	"
۶۵۶	حلیماٹو باکوری صاحبہ	"
۶۵۷	جاریت آجی دن رحمٰن صاحب	"
۶۵۸	امتہ الخیر رحمٰن صاحبہ	"
۶۵۹	بلقیس ثانی صاحبہ	"
۶۶۰	سابی آٹو اجیک ثانی صاحب	"
۶۶۱	نمت زاہی اکنکا صاحب	"
۶۶۲	مریم اجوکے ثانی صاحبہ	"
۶۶۳	مصطفیٰ لادل فارون صاحب	"
۶۶۴	زبیدہ آڈیوک صاحبہ	"
۶۶۵	ایم۔ ایچ۔ بالاگن صاحب	"
۶۶۶	عیسیٰ لوریٹس صاحب	"
۶۶۷	ہادا صاحب	"
۶۶۸	اسحاق صاحب	"
۶۶۹	مریم صاحبہ	"
۶۷۰	سلامت صاحبہ	"
۶۷۱	فاطمہ صاحبہ	"
۶۷۲	آدم صاحب	"
۶۷۳	محمد صاحب	"
۶۷۴	موسیٰ صاحب	"
۶۷۵	عثمان صاحب	"
۶۷۶	اسحاق صاحب	"
۶۷۷	فاطمہ صاحبہ	نائیجیریا
۶۷۸	ابراہیم صاحب	"
۶۷۹	ہادا صاحب	"
۶۸۰	فاطمہ صاحبہ	"
۶۸۱	سلامت صاحبہ	"
۶۸۲	یعقوب صاحب	"
۶۸۳	فاطمہ صاحبہ	"
۶۸۴	فاطمہ صاحبہ	"
۶۸۵	داؤدا صاحبہ	"
۶۸۶	عائشہ صاحبہ	"
۶۸۷	عبداللہ صاحب	"
۶۸۸	سلامت صاحب	"
۶۸۹	حکیم صاحب	"
۶۹۰	ہادا صاحب	"
۶۹۱	ہارون صاحب	"
۶۹۲	موسیٰ صاحب	"
۶۹۳	عنایت صاحب	"
۶۹۴	فاطمہ صاحبہ	"
۶۹۵	عنایت صاحب	"
۶۹۶	فاطمہ صاحبہ	"
۶۹۷	محمد صدیق صاحب	"
۶۹۸	مریم صاحبہ	"
۶۹۹	اسحٰق صاحب	"
۷۰۰	ہادا صاحب	"
۷۰۱	سعید صاحب	"
۷۰۲	محمد صاحب	"
۷۰۳	فاطمہ صاحبہ	"
۷۰۴	رقیہ صاحبہ	"
۷۰۵	الحسن صاحب	"

اعلان نکاح

منشی محمد شفیع ولد منشی بوٹے خاں پٹواری نہر کا نکاح مسماۃ رحمت بی بی بنت خواجہ عبدالواحد صاحب ساکن گوجرہ بعوض ۵۰۰/- حق مہر مرزا محمد بیگ صاحب نے مورخہ ۳ اگست ۱۹۳۳ء کو پڑھا احباب کرام دعا فرمائیں۔ کہ یہ جانبین کے لئے بابرکت ہو۔

خاکسار عطا حسین۔ از گوجرہ

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

اسمبلی کے اجلاس میں ۵ ستمبر کو ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے ہوم ممبر نے بتایا۔ کہ ۱۹۲۱ء سے ۱۹۳۲ء تک ہائیکورٹوں میں ۱۷ جج مقرر کئے گئے۔ جن میں سے صرف دو مسلمان تھے۔ ایک اور سوال کے جواب میں آپ نے کہا۔ کہ ہائی کورٹوں کے ججوں کے تقرر میں فرقہ وار تناسب کا خیال نہیں رکھا جاتا۔

پنڈت جواہر لال کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ گاندھی جی نے انہیں لکھا ہے کہ جس قدر جلد ممکن ہو سکے۔ پونہ پہنچ جائیں۔ تا آئندہ پروگرام کے متعلق مشورہ کیا جا سکے۔

مسلمانان بنگال کا ایک نمائندہ اجتماع ۷ ستمبر کو کلکتہ میں منعقد ہوا۔ جس میں مسٹر غزنوی کی ہنگامہ خیز تقریر کے بعد قرار دیا گیا۔ کہ فرقہ وار فیصلہ پر دوبارہ بحث کا آغاز خطرناک ہے اور وائٹ پیپر میں جو کچھ دیا گیا ہے۔ وہ کم سے کم ہے جو مسلمان قبول کر سکتے ہیں۔ اگر اس میں کوئی کمی کی گئی۔ تو اس سے مسلمانان بنگال میں بے چینی پیدا ہو جائے گی۔ جائنٹ سیلکٹ کمیٹی کے ممبروں اور بالخصوص سر آغا خاں کی خدمات کا اعتراف کیا گیا۔

گورنمنٹ عراق نے اپنے ہاں ہندوستانی سکوں کا استعمال ممنوع قرار دیدیا ہے اور وزیر مالیات کو ہدایت کی ہے کہ اس وقت جتنے سکے اور کرنسی نوٹ وہاں موجود ہیں۔ وہ سب خرید لئے جائیں۔ میعاد مقررہ کے بعد جس کے قبضہ سے ایسے سکے برآمد ہونگے وہ سزائے جرمانہ کا مستوجب ہوگا ہندوستانی تاجروں میں اس حکم سے بے چینی پھیل گئی ہے۔

ڈاکٹر ٹیگور۔ پنڈت جواہر لال نہرو۔ مسز نائیڈو۔ مولوی ابوالکلام۔ مسٹر اینڈریوز وغیرہ سیاسی لیڈروں کی طرف سے ایک اعلان شائع کیا گیا ہے۔ جس میں حکومت سے مطالبہ کیا ہے۔ کہ انڈیمان سے تمام سیاسی قیدیوں کو واپس بلا لیا جائے۔ اور آئندہ کسی کو نہ وہاں بھیجا جائے۔

سرحد سے آمدہ اطلاعات مظہر ہیں۔ کہ آزاد علاقہ میں سڑک تعمیر کرنے والی فوج پر یوسف خیل کے نزدیک قبائلی لوگوں نے گولیاں چلائیں۔ مگر کوئی نقصان نہیں ہوا۔

شیخ محمد صادق ایم۔ ایل۔ سی امرتسر نے اخبارات کے نام ایک بیان ارسال کیا ہے۔ جس میں گاندھی جی کو مشورہ دیا ہے کہ موجودہ پالیسی ترک کر کے کوئی اور طریق اختیار کریں

اور آئندہ پروگرام تیار کرنے کے لئے ملک کے تمام چیدہ اصحاب سے خواہ وہ کسی خیال کے ہوں۔ مشورہ کیا جائے۔ تجویز نہایت معقول ہے۔

اسمبلی کے اجلاس میں ۵ ستمبر کو ہندو بیواؤں کے گذارہ کے متعلق مسٹر شاردا کے بل پر بحث ہوئی۔ اس کا مفاد یہ ہے کہ خاوند کی وفات کے بعد عورت کو اس کی جائداد سے گذارہ لینے کا قانونی حق حاصل ہونا چاہئیے۔ تجویز ہوئی۔ کہ بل کو ماہ نومبر تک رائے عامہ کے لئے مشتہر کر دیا جائے۔

پیرس سے یکم ستمبر کی خبر مظہر ہے۔ کہ اس ہفتہ میں فرانس کے خزانہ میں ساڑھے تیرہ کروڑ فرانک کی مالیت کے سونا کا اضافہ ہوا ہے جس کا بیشتر حصہ انگلستان سے آیا ہے اس وقت فرانس کے بنک میں ۴۸ ¼ کروڑ ارب فرانک کی مالیت کا سونا موجود ہے۔

امریکن لوتھرن پبلٹی بیورو واشنگٹن کے سکرٹری نے اعداد و شمار پیش کر کے اعلان کیا ہے کہ اس وقت امریکہ میں ۱۰ کروڑ تین لاکھ ایسے لوگ ہیں۔ جو عیسائیت سے سخت بیزار ہیں۔ اور گرجا کی شکل تک دیکھنے کے روادار نہیں۔

گورنر سرحد نے غلانائی کے مقام پر سرکاری وظیفہ خوار مہمندوں سے ملاقات کر کے ان شرائط کا اعلان کیا۔ جن پر بالائی مہمندوں سے صلح ہو سکتی ہے۔

حکومت مدراس نے مقامی کانگرس ہاؤس کو خلاف آئین سرگرمیوں کا مرکز ہونے کی وجہ سے ۱۹۳۲ء میں ضبط کر لیا تھا۔ اب صدر کانگرس کو اطلاع دی گئی ہے کہ حکومت نے مکان واگذار کر دیا ہے اور وہ اس کا چارج لے سکتا ہے

میڈرڈ کی اطلاع مظہر ہے کہ کونز کے مقام پر ایک چودہ سالہ لڑکی چار ماہ سے بغیر کچھ کھائے پئے زندہ اور تندرست ہے اور اسے کسی قسم کی دماغی یا جسمانی تکلیف نہیں

حیدر آباد سندھ سے ۵ ستمبر کی اطلاع ہے کہ دریائے سندھ میں پانی ۲۵ فٹ کے قریب چڑھ گیا ہے اور دائیں کنارے پر حیدر آباد سندھ کا ایک قبرستان زیر آب ہو گیا ہے

اسمبلی کے اجلاس میں ۶ ستمبر کو ہوم ممبر نے مسودہ قانون تحفظ والیان ریاست کو مجلس منتخبہ کے سپرد کرنے کی تحریک کرتے ہوئے کہا۔ کہ حکومت کا یہ منشا نہیں۔ کہ اسے جلد بازی سے پاس کرائے اور اسی سیشن میں پاس کرائے۔ مقرر کردہ کمیٹی آئندہ نومبر میں اپنے اجلاس کریگی۔ اور اس کی مرتب کردہ رپورٹ پر بحث اجلاس میزانیہ کے دوران میں کی جائیگی

ڈبلن سے ۵ ستمبر کی خبر ہے کہ فوٹینکس مارک کے میگزین میں جہاں گولہ بارود کا کافی ذخیرہ ہے۔ خطرناک حادثہ ہوا جس سے عمارت کا ایک حصہ اور قلعہ کی ایک پہاڑی اُڑ گئی۔ آئرلینڈ کی تمام مخالف پارٹیاں مسٹر ڈی ویرا کے مقابلہ میں متحد ہو گئی ہیں۔

پونا سے ۷ ستمبر کی اطلاع ہے۔ کہ وہاں طاعون زور سے پھیل رہی ہے۔

کونسل آف سٹیٹ کے اجلاس میں ۶ ستمبر کو ایک ممبر نے ان سیاسی قیدیوں کی رہائی کی تحریک کی۔ جو تشدد کے مرتکب نہیں ہوئے۔ ہوم سکرٹری نے کہا۔ کہ ایسے اسیروں کی رہائی سے پیشتر حکومت کو یہ یقین دلایا جانا ضروری ہے۔ کہ وہ آئندہ سول نافرمانی نہ کریں گے۔ گذشتہ تجربہ کی بناء پر گورنمنٹ اب اس کے لئے تیار نہیں۔ تحریک مسترد ہو گئی۔

اسمبلی کے اجلاس میں ۶ ستمبر کو ایک ممبر کے سوال کے جواب میں ہوم ممبر نے بتایا۔ کہ عبدالغفار خاں کو اس وقت رہا کیا جائے گا جب حکومت کو اس امر کا اطمینان ہو جائے گا۔ کہ اب پبلک مفاد کے پیش نظر ان کی نظر بندی ضروری نہیں رہی۔

مانچوریا سے ۵ ستمبر کی اطلاع ہے۔ کہ چین سے آمدہ اطلاعات کے مطابق جاپان کے ساتھ پھر جنگ شروع ہو گئی ہے چینیوں کی ایک فوج نے بولونور کے مقام پر قبضہ کر لیا تھا۔ لیکن جاپانیوں نے اسے زبردستی خالی کرا لیا۔ اس کے بعد چینیوں نے ایک اور مقام پر حملہ کیا۔ مگر اس میں بھی چھ صد مقتول چھوڑ کر پسپا ہو گئے۔

نیویارک سے ۴ ستمبر کی خبر ہے کہ جزائر بہاما اور کیوبا میں ہولناک طوفان آیا ہے۔ جس سے ساحل کے دو میل کے حصہ میں سمندر کی لہروں سے سخت تباہی آئی۔ سمندر کے کنارے پر واقعہ بہت سے دیہات اور شہر زیر آب ہو گئے۔ تین صد اشخاص ہلاک ہوئے۔ اور ایک کروڑ ڈالر کا مالی نقصان ہوا۔

میدناپور میں ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے قتل کے واقعہ پر تبصرہ کرتے ہوئے سٹیٹسمین نے لکھا ہے کہ برطانیہ کو چاہئیے یا تو ہندوستان کو حکومت خود اختیاری دیدے یا پھر یہاں مارشل لاء نافذ کر دیا جائے۔ وائٹ ہال میں بیٹھ کر اب ہندوستان میں حکومت نہیں ہو سکتی۔ جب تک اہل ہند مطمئن نہ ہونگے خفیہ بغاوت جاری رہے گی۔ اور اس کے ساتھ سرکاری افسر قتل بھی ہوتے رہیں گے۔

ملتان کے ہندو سینیٹری انسپکٹر کو اپنی بیوی کو نہر میں گرا کر ہلاک کرنے کی کوشش کے جرم میں تین سال قید سخت کی سزا ہوئی ہے۔ اس کی والدہ کو جو اس فعل میں شریک تھی عدالت کی برخاستگی تک قید اور پانصد روپیہ جرمانہ یا بصورت عدم ادائیگی جرمانہ ایک سال قید کی سزا دی گئی۔ اگر جرمانہ وصول [illegible]

عبد الرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر۔ غلام نبی